اهدائی
۸۲۵۱

حسب ضابطہ رجسٹری شدہ ہے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ

۲۴۹۶۵۹

نسب نامہ

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مؤلفہ

خادم العلماء ذوی التمیز ابو رشید محمد عبد العزیز حنفی چشتی خطیب و امام
جامع مسجد ملک سردار خاں مرحوم . فرنگ - لاہور

حسب فرمائش ملک غلام محمد تاجر کتب کشمیری بازار
لاہور

گلزار ہند سٹیم پریس لاہور میں باہتمام شیخ گلزار محمد پرنٹر چھپا

فہرست کتب

سوانح عمری رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک کے حالات کے علاوہ آنحضرت کی نبوت فلسفہ حسنی سے ثابت کی گئی ہے نیز ان اعتراضات کے جو دیگر مذاہب کے متعصب اشخاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں نہایت مہذبانہ پیرایہ میں جواب دیئے گئے ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ .. .. .. عہ

سیرۃ الصدیق سوانح عمری صدیق اکبرؓ

یہ سوانح عمری مصنف نے نہایت کوشش سے لکھی ہے اس میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے حالات لکھنے کے علاوہ شیعوں کے ان اعتراضات کے جو وہ آپ پر کرتے ہیں نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے جواب دیئے گئے ہیں قیمت ۶ر

سیرۃ الفاروق سوانح عمری عمر فاروق

یہ سوانح عمری بھی اپنی آپ ہی نظیر رکھتی ہے اسمیں بھی شیعوں کے اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں اس کی قیمت علاوہ محصولڈاک صرف چھ آنے ۶ر

سوانح عمری ذو النورین رضؓ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے تمام حالات مفصل طور سے درج ہیں مصنف نے زمانہ ماضی کے حالات کا عین فوٹو کھینچ دیا ہے قیمت بالکل کم یعنے صرف چھ آنہ ۶ر

سوانح عمری حضرت علیؓ

سوانح عمری جناب علی ابن ابی طالب نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر چھپ کر تیار ہے اگر آپ اپنے اسلامی جرنیل کے حالات سے پوری واقفیت چاہتے ہیں۔ تو اسے منگایئے۔ قیمت صرف چھ آنے ۶ر

شمشیر اسلام

ناظرین اکرام موجودہ جنگ و جدل اور قتل و خونریزی کے زمانہ میں شمشیر اسلام کی سرخی دیکھ کر چونکئے نہیں یہ تلوار نہیں بلکہ ایک کتاب کا نام ہے جو مولوی محمد بشیر صاحب صدیقی مولوی فاضل نے مختلف تاریخوں اور کتابوں سے حضرت خالد بن ولید ملقب بہ سیف اللہ کے حالات زندگی کے متعلق مرتب کی ہے حضرت خالد نے اسلام میں کیا درجہ و مرتبہ رکھتے تھے اسکی تشریح کے لئے صرف سیف اللہ کا دو لفظی خطاب کافی ہے جو اس فاتح بلاد و امصار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تھا اس بہادر و باصل عقیدہ اسلامی کے حالات زندگی مسلمانوں کیلئے جیسے کچھ مفید و سبق آموز ہو سکتے ہیں انکے اظہار کی ضرورت نہیں اس کتاب میں حضرت خالد کی جملہ فتوحات اور معرکہ آرائیوں کا مختصر لیکن جامع تذکرہ درج ہے لکھائی چھپائی کاغذ اعلےٰ قیمت علاوہ محصولڈاک ۸ر

ملنے کا پتہ ملک غلام محمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ الذی خلقنا من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیراً ونساءً وجعل بینھما نسبا وصھراً وجعلنا شعوباً وقبائل وفضل بعضنا علےٰ بعض بالاکفاء والصلوٰۃ والسلام علےٰ واسطۃ خلقہ محمد سید الانام الذی اومر بصلۃ الارحام وعلےٰ آلہ واصحابہ واتباعہ واھل بیتہ بنسبۃ منجیۃ باقیۃ الی یوم القیام فان کل حسب ونسب وان کان نعتبر الاکفاء لکنا تنقطع یوم ینفخ فی الصور الا نسب سید الانام **امّا بعد** بندۂ ناچیز خویدم العلماء والفقراء ذوی التمیز ابو رشید محمد عبد العزیز خلف میاں محمد فضل الدین بواہ اللہ فی بحبوحۃ الجنان متوطن چانگانوالی من مضافات جلالپور جٹاں ضلع گجرات نزیل جامع مسجد ملک سردار خاں مرحوم مزنگ۔ لاہور ناظرین باتمکین کی خدمت اقدس میں عرض پرداز ہے۔ کہ یہ نسب نامہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغرض افادہ عام حسب فرمائش ملک غلام محمد تاجر کتب میں نے کتب معتبرہ سے اقتباس کرکے تحریر کیا ہے۔ مجھ کو اپنی لاعلمی کم مائگی کا اعتراف ہے۔ لہذا اہل علم صاحب کرم کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ اگر کوئی غلطی یا سہو و لغزش دیکھیں۔ تو اصلاح فرمائیں۔ ع بر کریماں کارہا دشوار نیست + داناؤں نے کہا ہے **فرد** نمیترسم از خردہ پیش بزرگاں۔ کہ در بحر پیدا نیاید خزادل + تن خود چو کسم کہ ہم چیم چیرانم۔ کشتی سخن بخشک در میرانم + **شعر**

پیش ازیں گفتہ اند اہل سلف	عذر من صنف قد استہدف
فالمرجو ممن کان لہ الانصاف	سجیتہ والعدول عن الاعتساف

ناظرین! اگر مطالعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ تو وعائے خیر سے فراموش نہ فرمائیں بارگاہ ایزدی میں بصد عجز و نیاز التجا ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس محنت کو قبول فرماکر مقبول عام کرے۔ اور اسکو ذریعہ مغفرت کرے۔ خاکسار نے اس کتاب میں بھی توضیح الجمیل فی سیرۃ النبی الخلیل کیطرح اور ذیل کا

اللہ تعالیٰ انکو وسط جنت میں جگہ دے
منہ ۱۲

التزام رکھا ہے۔ (اوّل) میں نے تمام مسودہ کو باوضو لکھا ہے (دوم) جابجا حوالہ کتب سے اطلاع دیدی ہے۔ (سوم) جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (روحی فداہ) کا نام نامی و اسم گرامی آیا ہے۔ پورا درود شریف لکھا ہے (چہارم) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔ اور ائمہ دین رحمۃ اللہ علیہم کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہم لکھا ہے۔ یہ نہایت ضروری اور بابرکت کام ہے۔ ترک اس کا حرمان ثواب ہے۔ اس کے متعلق چند سطور سنیہ الانیقہ فی فتاوے افریقہ کے صفحہ ۴۴ سے بغرض افادہ خواص و عوام لکھی جاتی ہیں۔ **تنبیہ ضروری** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ساتھ صلعم یا صللم وغیرہ لکھنا سخت ناجائز ہے۔ یہ بلا عوام تو عوام چودہویں صدی کے بڑے بڑے اکابر و فحول کہلانیوالوں میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔ کوئی صلعم لکھتا ہے۔ کوئی صللم۔ کوئی فقط ص کوئی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدلے عم یا لم۔ ایک ذرہ سیاہی یا ایک انگل کاغذ یا ایک دو سیکنڈ وقت بچانے کے لئے کیسی کیسی عظیم برکات سے دور پڑتے۔ اور محرومی و بے نصیبی کا ڈانڈا پکڑتے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ پہلا وہ شخص جس نے درود شریف کا ایسا اختصار کیا اسکا ہاتھ کاٹا گیا۔ علامہ سید طحطاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں۔ فتاوے تاتارخانیہ سے منقول ہے۔ من کتب علیہ السلام بالھمزۃ والمیم یکفر لانہ تخفیف و تخفیف الانبیاء کفر یعنی کسی نبی کے نام پاک کے ساتھ درود یا سلام کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ کہ یہ ہلکا کرنا ہوا اور معاملہ شان انبیاء سے متعلق ہے۔ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان کا ہلکا کرنا ضرور کفر ہے۔ شک نہیں۔ کہ اگر معاذ اللہ قصد استخفاف شان ہو۔ تو قطعاً کفر ہے۔ حکم مذکور اسی صورت کے لئے ہے۔ یہ لوگ کسل و کاہلی نادانی جاہلی سے ایسا کرتے ہیں تو اس حکم کے مستحق نہیں۔ مگر بے برکتی بیدولتی کمبختی زبوں قسمتی میں شک نہیں اقول ظاہر ہے کہ القلم احد اللسانین قلم بھی ایک زبان ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ مہمل بمعنی صلعم لکھنا ایسا ہے کہ نام اقدس کے ساتھ درود شریف کے بدلے یونہی کچھ الم غلم لکھنا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم الخ جس بات کا حکم ہوا

تھا۔ ظالموں نے اُسے بدلکر اور کچھ کرلیا۔ تو ہم نے آسمان سے اُنپر عذاب اُتارا بدلہ ان کے فسق کا وہاں بنی اسرائیل کو فرمایا گیا تھا۔ قُوْلُوْا حِطَّۃٌ۔ یوں کہو کہ ہمارے گناہ اترے۔ اُنہوں نے کہا حِنْطَۃٌ۔ ہمیں گیہوں ملے۔ یہ لفظ بامعنی تو تھا۔ اور اب بھی ایک نعمت الٰہی کا ذکر تھا۔ یہاں حکم یہ ہوا۔ کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اے ایمان والو! اپنے نبی پر درود و سلام بھیجو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَبَدًا۔ اور یہ حکم وجوباً خواہ استحباباً ہر بار نام اقدس سُننے یا زبان سے لینے یا قلم سے لکھنے پر ہے۔ تحریر میں اس کی بجائے آور ہی نام اقدس کے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنے میں تھی۔ اسے بدل کر صلعم صللم ص عم کرلیا۔ جو کچھ معنے ہی نہیں رکھتا۔ کیا اس پر نزول عذاب کا خوف نہیں کرتے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ یہ تو محل درود ہے جسکی عظمت اس حد پر ہے۔ کہ اسکی تخفیف میں پہلوئے کفر موجود ہے۔ اس سے اتر کر صحابہ و اولیاء رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے اسماء طیبہ کے ساتھ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی جگہ رضؓ لکھنے کو علمائے کرام نے مکروہ و باعث محرومی بتایا۔ سید علامہ طحطاوی فرماتے ہیں یکرہ الرمز بالترضی بالکتابۃ بل یکتب ذٰلک کلہ بکمالہ امام نووی رحمہ اللہ شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔ ومن اغفل ھذا حرم خیرا عظیما وفوت فضلا جسیما جو اس سے غافل ہوا خیر عظیم سے محروم رہا۔ اور بڑا فضل اس سے فوت ہوا۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔ یونہی اقدس سرہ یا رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی جگہ ق یا رح لکھنا حماقت و حرماں برکت ہے۔ ایسی باتوں سے احتراز چاہئے۔ اللہ تعالےٰ توفیق خیر عطا فرماوے۔ آمین وبہ نستعین ◆

فہرست مضامین نسب نامہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۵	ذکر خیر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۴۰	قصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابو شحمہ کا زنا کرنا محض لا اصل ہے
۹	ذکر حضرت عبد اللہ والد ماجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۴۱	ذکر حضرت نوح علیہ السلام
۱۰	ذکر خواجہ عبد المطلب	۴۳	ف اولیاء اللہ زندہ ہیں اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ کو قول شیطان کہنے والا بے انصاف ہے
۱۲	ذکر حضرت ہاشم	۴۴	ذکر حضرت ادریس علیہ السلام
۱۳	ذکر حضرت عبد مناف	۴۵	چار نبی زندہ ہیں دو آسمان پر دو زمین پر
۱۴	ذکر قصی	۴۶	تفصیل ممسوخات یعنی جو جو صورتیں گذشتہ مسخ ہوئیں اور کس فعل سے مسخ ہوئیں
۱۵	ذکر کلاب	۴۸	ذکر حضرت شیث علیہ السلام
۱۶	ذکر مرہ وکعب ونسب نامہ ہر چہار یار کبار معہ معاویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین	۵۰	ذکر حضرت آدم علیہ السلام
۱۷	ذکر مالک نضر کنانہ خزیمہ	۵۳	ف حنا۔ زعفران۔ نقرہ۔ طلا کہاں سے پیدا ہوئے اور مردوں پر کیوں حرام ہیں
۱۸	ذکر مدرکہ الیاس مضر نزار	۵۳	وہ پندرہ باتیں جنمیں حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی بیٹیاں مبتلا ہیں
۱۹	ذکر معد۔ عدنان واختلاف نسابین بعد ازاں	۵۴	مدعا حاصل ہونیکی دعا جس سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ منظور ہوئی۔
۲۱	ذکر اُد دادو وغیرہم	۵۴	ف اعتقاد صحیح یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو گناہ سے معصوم جانے
۲۲	ذکر حضرت اسمٰعیل علی نبینا وعلیہم السلام	۵۵	ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی
۲۲	ہاجرہ رضی اللہ عنہا لونڈی نہیں تھیں بلکہ بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں۔	〃	والدہ ماجدہ کا نام
۲۹	کعبہ معظمہ زادہا اللہ تشریفاً وتکریماً دس بار بنا ہے	۵۶	ذکر حضرت داؤد علیہ السلام
۳۰	ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام	۵۷	ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام
۳۷	ذکر آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ یا چچا		
۳۹	حکایت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ دربارہ ضروری امور		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا صاحب الجمالِ یا سیّدَ البشر
من وجھکَ المنیر لقد نُوِّر القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقّہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ

حضرت جناب (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) رسالت مآب
سیّدنا وسندنا وشفیعنا وحبیبنا

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

پوشیدہ نہ رہے۔ کہ پیدائش نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیفیت میں مختلف روایات وارد ہیں۔ مگر حاصل سب کا یہ ہے۔ کہ حضرت حق نے کئی ہزار برس پیشتر از آفرینش عرش وکرسی وقلم ولوح وآسمان وزمین وملک وبہشت ودوزخ

وحور وقصور و وحوش وطیور وجن وانسان وغیرہ اشجار ونباتات کے نور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا۔ پھر اسکو عالم قدس میں تربیت کیا۔ کہ گاہے سجدہ کرایا۔ اور گاہے صرف تقدیس وتسبیح میں مشغول رکھا۔ اور اس نور کے قیام کو پردے بے انتہا بنائے۔ اور ہر ایک پردے میں تسبیح خاص اپنی تعلیم فرمائی۔ پھر اسکو پردوں سے باہر نکالا۔ تو اسمیں ایک کیفیت تنفس کی ظاہر ہوئی۔ کہ اس سے ارواح انبیاء واولیا صدیقین وشہداء مومنین ملائکہ پیدا ہوئے۔ پھر اسکو اللہ نے تقسیم کیا۔ اور عرش وکرسی وغیرہ پیدا کئے۔ اور آسمان وزمین کو سات سات طبق کرکے ایک ایک طبقہ واسطے استقرار خلق کے معین کیا۔ بعد اس کے قبضہ خاک سفید وپاک موضع قبر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اٹھا کر اسی نور سے ملایا۔ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بحکم رب الجلیل آب تسنیم سے تخمیر کرکے فوراً انہار جنت میں غوطہ دیا۔ اور آسمان وزمین وجبال وبحار پر عرض کیا کہ سب نے قبل خلقت آدم ابوالبشر علیہ السلام کے بخوبی پہچان رکھا۔ چنانچہ حدیث مشکوٰۃ المصابیح میں عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِنِّی عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ یعنی میں خاتم الانبیاء لکھا گیا ہوں یعنے میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور البتہ آدم علیہ السلام پڑے تھے اپنی مٹی میں کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

گسترده بود سرائے نبوت بساطِ او ۔۔۔ وآدم ہنوز رخت نیاورده از عدم

حقیقت یہ ہے۔ کہ حضرت حق نے اول تجلی جو اپنی ذات پر فرمائی وہی تعین اول وحقیقت محمدیہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور باقی موجودات کے حقائق اس کے اجزاء وتفصیل ہیں۔ اہل معانی فرماتے ہیں کہ روح پاک آنجناب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بنا بر تربیت ارواح عالم ارواح میں رکھی گئی۔ کہ ارواح نے تربیت پائی۔ جسطرح اس عالم میں مربی اجسام بناکے بھیجا۔ کہ ہدایت کاملہ ہووے۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے نقل ہے۔ کہ جب ارادہ الٰہی ایجاد موجودات اور ابداع مخلوقات سے متعلق ہوا۔ تو ایک نور بصورت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات سے پیدا فرمایا اور اپنے علم میں اسکو پوشیدہ کیا۔ اور بعد مدت کے عالم کو قائم کیا۔ اور زمان کو کھولا۔ اور پانی نکالا۔ اور کف کو جوش دیا۔ اور ہوا چلائی۔ اور عرش کو پانی پر

رکھا۔ اور زمین کو بچھایا۔ اور سب سے اپنی اطاعت قبول کرائی۔ پھر فرشتے پیدا کئے۔ اور توحید حق وثبوت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کیا۔ اور بعد پیدا کرنے آدم علیہ السلام کے اس نور کو پیشانی آدم علیہ السلام میں ودیعت فرما کے عہد لیا کہ اس کو اصلاب طاہرہ میں کرتے رہو۔ اور جب نوبت ظہور اس نور کی پہنچی۔ تو علم دعوت بلند فرمایا۔ سو جو کوئی اولا اس نور میں در آیا۔ اس نے ہدایت پائی۔ اور جو ظلمات کے نور میں رہا۔ وہ اب بھی گمراہ ہے۔ اِس جگہ شیخ عبدالجلیل قصری فرماتے ہیں۔ کہ علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے اس قول سے آگاہ کردیا۔ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارواح میں دعوت فرمائی ہے۔ اور شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ یہاں سے دو حدیثوں کے معنے بخوبی ظاہر ہوئے۔ ایک حدیث بُعِثْتُ اِلٰی کَافَّۃِ الْخَلْقِ یعنے میں مبعوث ہوا ہوں تمام مخلوقات اولین وآخرین پر نہ صرف اہل زمانہ پر۔ دوسری حدیث کُنْتُ نَبِیًّا الخ یعنے میں نبی تھا۔ اور آدم علیہ السلام درمیان روح وجسم کے تھے۔ یعنے میں جانتا تھا کہ یہ بات علم الٰہی میں ہوگی۔ اب معلوم ہوا۔ کہ خارج میں بھی ہے اور ملائکہ وارواح کو معلوم تھی۔ بخلاف نبوت اور انبیاء کے کہ وہ مستور بعلم الٰہی تھی + (تنف)

پیشوائے اہل سنت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اپنی کتاب تجلی الیقین میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا افضل الخلق وسید المرسلین ہونا دس آیتوں اور سو بلکہ سوا سو سے زیادہ احادیث سے ثابت وتحقیق فرمایا ہے۔ آپ کا نور مبارک سب سے پہلے ہوا۔ اور ظہور آپ کا سب انبیاء علیہم السلام کے بعد ہوا۔ آپ کو خدائے تعالےٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالات عطا فرمائے۔ علاوہ ازاں بہت سے خصائص سے مختص فرمایا۔ جو کسی نبی کو نصیب نہیں ہوئے۔ ؎

اے کہ بر تختِ سیادت ز ازل جا داری ۔۔۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ کی ولادت باسعادت مکہ معظمہ میں شعب بنی ہاشم کے زقاق المولد (پیدائیشی کوچہ) محمد بن یوسف نزار کے گھر میں ۲ یا ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ مطابق رومی مہینہ نیسان کے بیسویں دن ۸۸۲ء ذوالقرنین وسال واقعہ اصحاب الفیل میں جو جلوس نوشیروان عادل کا چالیسواں برس تھا ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہو کر دنیا میں تشریف لائے تو آپ کے ساتھ ایک نور ظاہر ہوا۔ اس نور کی روشنی سے تمام مشرق اور مغرب کی چیزیں

روشن ہوگئیں۔ جب آپ زمین پر آئے۔ تو دونوں ہاتھوں پر سہارا دیئے ہوئے تھے۔ آپ نے خاک کی ایک مٹھی بھری۔ اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا۔ (مواہب)۔ آپ کی ولادت کے وقت کسرے نوشیرواں کے محل میں ایسا سخت زلزلہ آیا۔ کہ اس عالیشان شاہی ایوان کے چودہ کنگرے گر پڑے + آپ نے ۲۴ برس نصف ماہ کی عمر میں حضرت اُمّ المؤمنین خدیجۃ الکبرٰے رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ ۳۴ سال دو ماہ کی عمر میں عمارت خانہ کعبہ کو نئے سر سے بنایا۔ اور ۲۷ رجب المرجب روز جمعہ کو جبکہ آپ کی عمر شریف چالیس برس نو دن کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔ اس کے بعد ۲۳ برس تک نبوت رہی۔ اکیاون سال کی عمر میں معراج ہوئی۔ روزہ ہائے رمضان کی فرضیت کے وقت آپ کی عمر شریف ۵۸ برس کی تھی بعض نے اسپر گیارہ ماہ آٹھ دن زیادہ کیے ہیں۔ ہجرت کے بعد آپ دس برس دو ماہ بیس دن زندہ رہے۔ عین ہجرت کے وقت آپ کی عمر شریف ۵۲ برس ۹ ماہ دو دن کی تھی۔ اور ۲ یا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ دوشنبہ کو بوقت چاشت وفات پائی۔ آپ کے تین یا چار بیٹے اور چار بیٹیاں بتائی گئی ہیں۔ اور چودہ ازواج مطہرات خدیجہ۔ سودہ۔ عائشہ رضی اللہ عنہن ان تینوں سے آپ نے مکہ معظمہ میں نکاح کیا۔ باقی نکاح مدینہ منورہ میں ہوئے ہیں۔ جب کہ آپ کی عمر شریف ۵۲ برس سے تجاوز کر چکی تھی۔ حفصہ۔ اُمّ سلمہ۔ اُمّ حبیبہ۔ جویریہ۔ صفیہ۔ زینب بنت جحش۔ میمونہ۔ زینب بنت خزیمہ۔ اسمار بنت نعمان۔ بنی کلاب کی ایک عورت ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہن (شمس التواریخ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف لکھنا مجھ جیسے گنہگار ناپاک زبان والے کا کیا کام۔ خدا ہی اُنکا مرتبہ جانتے ہے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سر قدرت ہے کوئی رمز اسکی کیا جانے شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

مفصل نہیں۔ مگر مختصر حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑھنا چاہیں۔ تو سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسمّی بہ نام تاریخی توضیح الجمیل ملاحظہ فرمائیں۔ جو خاکسار نے آپ کے حالات میں لکھی ہے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے والد ماجد کا نام عبداللہ تھا

عبداللہ

آپ نہایت شیریں گفتار نیک کردار مجمع اوصاف حمیدہ وصاحبِ اخلاق پسندیدہ تھے۔ رعب وداب حضور کا سب پر چھایا رہتا تھا۔ علاوہ ان سب باتوں کے حسن وجمال بھی خدا داد تھا۔ نور کوکب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شعاع آفتاب رسالت احمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے چہرہ منور سے ہویدا تھی۔ یہودیوں کے پاس ایک جُبّہ سفید صوف کا تھا۔ جو خون حضرت یحیٰی علیہ السلام سے آلودہ تھا۔ انکی کتب مقدسہ صاف بتا رہی تھیں کہ جب اس جبہ سے خون ٹپکنے لگے تو جان لینا کہ نبی آخر الزمان کے والد نے دُنیا میں قدم رکھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ کی ولادت کے بعد وہ جبہ خون سے تر ہوگیا تھا۔ جب عبداللہ جوان ہوئے تو نازنینان عرب آپ کے حسن وجمال پر جان فدا کرنے لگیں۔ اور آپ کے پاس پیام آئے کہ ہمیں اپنے عقد نکاح سے مشرف فرمایئے۔ مگر توفیق الٰہی آپ کے شامل حال تھی آپ نے کسی طرف توجہ نہ کی۔ ادھر تو سے یہودی نہایت جرار اور نامور اپنے علماء اور احبار سے پتہ لگا کے آپ کو قتل کرنے کے لئے ملک شام سے روانہ ہوئے۔ اور حوالی مکہ میں پہنچ کے گھات میں بیٹھے تھے۔ کہ ایک دن حضرت عبداللہ تن تنہا شکار کے واسطے شہر مکہ مکرمہ سے باہر نکلے۔ ان لوگوں نے اکیلا پا کے آپ پر حملہ کیا ناگاہ وہب بن عبد مناف بھی معہ اپنے ملازموں اور یار دوستوں کے شکار کے لئے آ نکلا۔ اُس نے بوجہ قربت قرابت کے آپ کی حمایت کا ارادہ کیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ غیب سے ایک گروہ بہت سے لوگوں کا جن کی صورتیں اس دنیا کے لوگوں سے مشابہت نہ رکھتی تھیں نمودار ہوا۔ اور یہودیوں کے گروہ کو بھگا دیا۔ جب وہب اپنے گھر پہنچے۔ تو اپنے قرابت داروں سے اُس عجیب واقعہ کو بیان کرکے کہا۔ کہ میں اپنی لڑکی آمنہ کا نکاح عبداللہ سے کرنا چاہتا ہوں۔ سبھوں نے منظور کیا۔ لہذا عبدالمطلب کے پاس پیغام بھیجا گیا۔ چونکہ حضرت آمنہ کی عصمت اور عفت آفتابِ نصف النہار سے زیادہ روشن تھی۔ اس لئے یہ بات منظور ہوگئی۔ اور حضرت آمنہ حضرت عبداللہ کے نکاح میں آئیں۔ کہتے ہیں کہ جبتک نور محمدی پیشانی نورانی عبداللہ سے رحم آمنہ میں منتقل نہ ہوا۔ عجیب وغریب حالات حضرت عبداللہ کے

بعض مورخین نے لکھا ہے۔ کہ حضرت آمنہ وہب بن عبدمناف کی بھتیجی تھیں۔ مگر وہب نے مثل اپنی بیٹی کے پرورش کیا۔ اسلئے اُنکو بیٹی کہتا تھا۔ اور ہالہ بنت وہب کا نکاح عبدالمطلب سے ہوا تھا جس سے جناب سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت عبداللہ مدینہ منورہ سے خرما خریدنے کو شام تشریف لے گئے تھے وہاں سے مدینہ کو آتے جاتے یا مدینہ منورہ ہی میں انتقال فرمایا۔ اور وار النابغہ میں مدفون ہوئے۔ بقول اصح موافق روایات زرقانی آپ کی عمر ۲۵ سال ہوئی۔ بعض کا قول ہے کہ آپ کی ولادت سے پہلے حضرت عبداللہ کا انتقال ہوچکا تھا۔ اور بعض ولادت کے بعد دو سال کہتے ہیں۔ شجرۃ الانساب میں آپکی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت عمر ابن عائز عمران ابن مخذومی لکھا ہے

عبد المطلب

آپ کے سر کے بال سفید تھے۔ اسلئے آپ کا نام شیبہ ہوا۔ آپ کی جلالت اور عظمت وشان اور اخلاق اور اوصاف اور فصاحت دور دور مشہور تھی۔ چاہ زمزم مدتوں سے اٹا پڑا تھا۔ آپ ہی نے خواب میں اُسکا حال معلوم کرکے پھر کھدوایا۔ آپ نے منت مانی تھی کہ اگر میرے دس بیٹے ہوں تو میں ایک بیٹے کو خدا کی راہ میں قربانی کرونگا۔ قدرت الٰہی سے دس بیٹے ہوگئے۔ تو آپ نے وعدہ پورا کرنے کے لئے بیٹوں کے نام پر قرعہ ڈالا۔ حضرت عبداللہ کے نام پر قرعہ نکلا۔ دونو باپ بیٹا مستعد ہوگئے۔ جب یہ خبر حضرت عبداللہ کے مادری رشتہ داروں کو پہنچی۔ تو انہوں نے بلوا کیا۔ اور کہا کہ ہم ہرگز عبداللہ کو ذبح نہ ہونے دینگے۔ ناچار اس جھگڑے کو ایک کاہن کے پاس لے پہنچے۔ اس نے یہ فیصلہ کیا کہ دیت تمہاری قوم میں دس اونٹ مقرر ہیں۔ اسلئے عبداللہ اور دس اونٹوں پر قرعہ ڈالو۔ اور اسی طرح دس دس اونٹ بڑھاتے جاؤ۔ جب تک اونٹوں پر قرعہ نہ نکلے۔ پس دس اونٹوں سے شروع کیا۔ یہانتک کہ سو اونٹوں پر نوبت پہنچ گئی۔ اسوقت حضرت عبداللہ بچ گئے۔ اور ان کے عوض سو اونٹ ذبح کئے گئے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ کہ اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْنِ (میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں) اول حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جنکو ان کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی راہ پر ذبح کرنے کا قصد کیا تھا۔ اور دوسرے حضرت عبداللہ (شمس التواریخ) آپ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے والدہ ماجدہ کا نام سلمٰی بنت عمر ابن زار ابن اسند ابن عامر

ابن نجار تھا (شجرۃ الانساب)

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ بعد وفات حضرت ہاشم شیبہ کو مطلب بن عبدمناف نے پرورش کیا۔ اور اس زمانہ کا یہ دستور تھا۔ کہ جو کوئی کسی یتیم کو پرورش کرتا تھا۔ وہ یتیم اسکا غلام کہلاتا تھا۔ اس وجہ سے عبدالمطلب مشہور ہوئے۔ جسوقت آپ کو کوئی مہم پیش آتی۔ پیشانی آپ کی چاند کیطرح چمک جاتی۔ اور نور کے چمکنے سے معلوم کر لیتے کہ ہم کو فتح نصیب ہوگی۔

آپ کے تیرہ بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں۔ جن کے نام یہ ہیں (بیٹوں کے نام) ابولہب۔ عباس۔ قثم۔ غیداق یا غیداف یا نحل۔ عبدالکعبہ۔ ابوطالب۔ ضرار یا ابوطائر۔ مقوم اور حمزہ رضی اللہ عنہ ایک ہی ماں سے تھے۔ عبداللہ۔ حرث۔ حجل۔ زبیر (رضی اللہ عنہم)

(بیٹیوں کے نام) عاتکہ۔ صفیہ۔ بیضا یا ام حکیم۔ امیمہ یا عمیمہ۔ برہ یا بریہ۔ اروی (رضی اللہ عنہا)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دادا کی حیات میں پیدا ہوگئے تھے۔ اور والد بزرگوار کا انتقال ہوچکا تھا۔ جب عبدالمطلب پر زیادتی مرض نے غلبہ کیا۔ اور صورت زندگی نظر نہ آئی۔ تو آپ نے اپنے سب بیٹوں کو جمع کرکے فرمایا۔ کہ میں اس جہان فانی سے کوچ کرتا ہوں۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مجھ کو بہت محبت ہے۔ یہ بچہ بے ماں باپ کا قابل الرحم ہے۔ اس لئے میری خواہش ہے۔ کہ تم میں سے کوئی اسکو مثل باپ کے پرورش کرے۔ اور کبھی میلی اسکی خاطر پر نہ آنے دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کئی چچاؤں نے چاہا کہ ہم رکھیں منجملہ ان کے ابولہب نے بھی درخواست کی۔ مگر شفیق دادا نے پیارے پوتے کو ان کے پاس رکھنا منظور نہ کیا۔ سب کے بعد ابوطالب نے التماس کی۔ کہ اگر میں اس خدمت باسعادت کے لائق ہوں۔ تو مجھے یہ گوہر گرانمایہ مرحمت ہو۔ میں اپنی حتی المقدور کوئی دقیقہ شفقت وخاطرداری کا فروگذاشت نہ کرونگا۔ عبدالمطلب نے ابوطالب کی التجا قبول کی۔ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسوقت نہائت ہی صغیر سن تھے۔ لیکن عبدالمطلب نے آپ کو بھی گلے سے لگا کے پوچھا۔ کہ اے میری آنکھوں کے تارے! تم کون سے چچا کے پاس رہنا چاہتے ہو؟ خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دادا کے پہلو سے نکل کر جھٹ ابوطالب کی گود میں جا بیٹھے۔ اور ان سے

لپٹ گئے۔ عبدالمطلب نے وصیت کی۔ کہ اے ابوطالب اسکی رعائت و خاطر و دلجوئی میں ہرگز پہلوتہی نہ کرنا۔ یہ جگر گوشہ میرا سید عالم اور فخر بنی آدم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ ابوطالب نے بھی باپ سے اقرار واثق کر لیا۔ پھر تو عبدالمطلب نے روئے مبارک پر بوسہ دیکے ایک سو بیس [۱۲۰] یا بیاسی [۸۲] برس کی عمر میں سفر آخرت اختیار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن شریف اس زمانہ میں ہشت سالہ تھا۔ ابوطالب نے بھی اپنے اخیر دم تک آپ کو کلیجے کا ٹکڑا سمجھا۔ اور باپ کی وصیت پر خوب ہی عمل کیا۔ کہتے ہیں کہ عبدالمطلب اور نوشیرواں (عادل) اور حاتم طائی ایک ہی سال مرے ہیں۔ اور اسی سال ہرمز بن نوشیرواں فارس کے تخت پر بیٹھا (شمس التواریخ)

تاریخ خلدون میں لکھا ہے۔ کہ آپ کی عمر ایک سو بیس [۱۲۰] برس کی تھی۔ آپ کی وفات عام الفیل سے آٹھویں سال میں ہوئی۔ اسوقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک آٹھ سال دو ماہ دس دن کی تھی۔ حضرت عبدالمطلب کا مزار مکہ مکرمہ میں ہے ✦

ہاشم

آپ حضرت عبدالمطلب کے باپ تھے۔ آپ کا نام عمرو اور لقب ہاشم تھا۔ بہ سبب بزرگی اور اخلاق کے قریش ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں قحط سخت پڑا۔ اور لوگ بھوکے مرنے لگے۔ آپ نے شام کا سفر کیا۔ اور بے شمار اونٹوں پر غلہ لاد کے لے آئے۔ ہر روز دو اونٹ ذبح کر کے شہر بھر کو کھلاتے تھے۔ اور ہر کسی کی دلجوئی کرتے تھے۔ چونکہ آپ نے اپنے ہموطنوں کی سخت مصیبت کو توڑا۔ اس لئے آپ کا لقب ہاشم ہوا۔ لغت میں ہاشم کے معنے سخت چیز کے توڑنے والے کے ہیں۔ ہاشم کی سخاوت مثل حاتم کے دُور دُور مشہور تھی۔ اس لئے دُنیا کے عمائد ان کی عزت کرتے تھے۔ چنانچہ ہرقل بادشاہ نے اپنی بیٹی کا عقد اُن سے کرنا چاہا تھا۔ مگر ادھر سے انکار ہوا تھا۔ نکاح ان کا سلمہ سے مدینہ منورہ میں ہوا۔ جو قبیلہ بنی النجار میں سے تھیں۔ اور مدینہ ہی میں عبدالمطلب اپنی ماں کے گھر پیدا ہوئے۔ اور مُلک شام میں جاتے ہوئے عین عالم شباب میں شام کے علاقہ مقام عرفہ میں انتقال ہوا۔ اور یہیں پر آپ کی قبر ہے۔ اور بعض روایات میں مقام غزہ ہے (سیرۃ الحبیب) بوقت انتقال آپ

نے وصیت فرمائی۔ کہ کمان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور نزار کا علم اور خانہ کعبہ کی کنجی عبدالمطلب کے سپرد رہے۔ (شمس التواریخ)

شجرۃ الانساب میں لکھا ہے۔ کہ آپ نے ہرگز بُت کو سجدہ نہیں کیا۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے حق میں ملائکہ کو فرمایا۔ کہ اے فرشتو! گواہ رہو۔ کہ میں نے اسکو رذائل سے پاک کر دیا۔ جب تک نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی پیشانی مبارک میں تھا سب اہل کتاب ان کے ہاتھ چومتے تھے۔ اور جس شخص کے پاس سے گذرتے۔ وہ ان کو سجدہ کرتے۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے نور احمدی کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ✦

عبد مناف

آپ کا اصلی نام مغیرہ اور کنیت ابو عبدالشمس ہے آپ نہایت حسین و جمیل تھے اُن کے والد قصی نے قبل انتقال نقابت۔ ایالت۔ امارت سرداری آپ کے سپرد کی تھی۔ اُن کے چار بیٹے تھے۔ اوّل ہاشم جنکا اوپر حال لکھا گیا ہے (۲) عبدالشمس جس کی اولاد میں بنی امیہ اور حضرت امیرالمومنین عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں (۳) نوفل جبیر بن مطعم کا دادا (۴) مطلب جو امام شافعی رحمہ اللہ کے جد اعلیٰ ہیں۔ آپ کا شجرہ اسطرح پر حضرت مطلب کو ملتا ہے۔ امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) بن ادریس بن عباس بن عثمان تابعی رحمہ اللہ بن سیدنا شافع بن سیدنا سائب رضی اللہ عنہ بن سیدنا عبید رضی اللہ عنہ بن سیدنا عبد یزید رضی اللہ عنہ بن ہاشم بن عبدالمطلب (اصابہ و ابن خلکان)

آپ کی والدہ کا نام حیا بنت خلیل ابن حسنہ ابن سلول ابن عمر ابن رمقہ ابن حارثہ ابن عمر ابن عامر ابن خزاعہ ہے۔ (شجرۃ الانساب)

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ ہاشم اور عبدالشمس توام پیدا ہوئے تھے۔ اور پیشانی دونوں کی جڑی ہوئی تھی۔ تلوار سے الگ کئے گئے۔ اس زمانہ کے عقلا میں سے ایک نے اس معاملہ کو سُنکر کہا۔ کہ ان دونوں لڑکوں کی اولاد میں باہم تنازعہ رہیگا۔ اور اس جھگڑے کا فیصلہ تلوار سے ہُوا کریگا۔ چنانچہ یہی ہُوا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوسفیان میں جنگ ہوئی۔ اور حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما میں تلوار چلی۔ اور یزید اور جناب امام حسین

رضی اللہ عنہ کی لڑائی تو ہر گلی کوچہ میں مشہور ہے ۔ اور بقول بعض عبد الشمس کی پیشانی سے ہاشم کے پاؤں کا پنجہ ملا ہوا تھا ۔ تفصیل ابن خلدون میں ہے

قُصَیؒ

آپ کا نام زید اور مجمع اور قصیؒ لقب ہیں ۔ کسی زمانہ میں بنی خزاعہ نے قریش کو لڑ بھڑ کر مکہ معظمہ (زادہا اللہ تشریفاً وتکریماً) سے نکال دیا تھا ۔ انہوں نے اپنے مادری رشتہ داروں کی مدد سے ۔ اور ایک جماعت عرب کو جمع کر کے بڑے مجمع کیساتھ بنی خزاعہ کو شکست دی ۔ اور قریش کو پھر مکہ معظمہ میں آباد کیا ۔ اس لئے آپ کا لقب مجمع ہوا ۔ ان کے تین لڑکے عبد مناف ۔ عبد الدار ۔ عبد العزیٰ ۔ بنو عبد الدار سے نضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبد الدار (یہ جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ قید ہو کر آیا تھا ۔ وقت مراجعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام صفرا میں اسکی گردن مارنے کا حکم دیا تھا) اور مصعب میں عمر دین ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار (یہ صحابی بدری ہیں ۔ جنگ احد میں شہید ہوئے ۔ اس لڑائی میں اسلامی پھریرہ انہیں کے ہاتھ میں تھا) ۔ اور ان کے اعقاب سے عامر بن وہب (جو سرقسطہ مضافات اندلس میں ابو جعفر المنصور کی دعوت دیتا تھا ۔ اسکو یوسف بن عبد عبد الرحمٰن فہری امیر اندلس نے قبل ورود عبد الرحمٰن اموی کے قتل کیا تھا) اور ابو السایل بن بعلک بن السباق بن عبد الدار (مشہور صحابی رضی اللہ عنہ) اور عثمان ابن طلحہ بن عبد العزیٰ بن عبد الدار وغیرہم ہیں (جسکو یوم فتح مکہ مکرمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مفتاح (کنجی) کعبہ مکرمہ عنایت فرمایا تھا ۔ بعضے یہ کہتے ہیں ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مفتاح کعبہ یوم فتح مکہ مکرمہ ان کے بھائی شیبہ کو مرحمت فرمایا تھا اور اسیوقت سے بنو شیبہ بن طلحہ بیت اللہ کے کلید بردار ہوئے ۔ (ابن خلدون)

قصیؒ نے اپنے مرنے کے وقت گھر والوں کو بہت عمدہ نصیحتیں کیں ۔ اور سرداری عبد مناف کو دی ۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہیں آ کے مل گیا ہے ۔ زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی (شمس)

قصیؒ کو قصیؒ اسواسطے کہتے ہیں کہ وہ مکہ مکرمہ سے باہر چلے گئے ۔ اور قبیلہ قصی

کہ قاصی یعنے بعید از مکہ مکرمہ تھا ۔ وہاں قیام کیا ۔ اسواسطے اس لقب سے ملقب ہوئے ۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت عوف ابن سعدی جو قبیلہ ازد سے تھیں ۔ یہ شجرۃ الانساب قلمی میں مرقوم ہے ۔

کِلَابُ

اِن کا نام حکیم ہے ۔ اور لقب مشہور کلاب ہے کلاب کے معنی متخاصم وشمنان کے ہیں ۔ یہ سرگردہ قریش تھے ۔ اور قبیلہ عدنان میں سب سے زیادہ شریف مانے جاتے تھے ۔ جب قصیؒ پیدا ہوئے ۔ تو انہوں نے قریش کو بشارت دی ۔ کہ میری اولاد میں ایک صاحب عظمت اور جلال پیدا ہوگا ۔ جو کوئی اسکی اطاعت کریگا ۔ اسکی عاقبت بنجائیگی ۔ اور جو اس سے منحرف ہوگا اسکا دین و دنیا میں منہ کالا ہوگا چنانچہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما ۔ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا سلسلہ کلاب سے ملتا ہے :۔

(۱) عبد الرحمٰن بن عوف بن حارث بن زہرہ بن کلاب

(۲) سعد بن ابی وقاص بن مالک بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب

کِلاب کلب کی جمع ہے اور کلب بالفتح بمعنی سگ کے ہے ۔ مراد اس سے معنے کثرت کے ہیں ۔ اہل عرب کی عادت تھی ۔ کہ اس قسم کے نام اولاد کے جس طرح کلاب وسباع واسطے تخویف وتحذیر (ڈرانے) دشمنوں کے رکھتے تھے ۔ اور غلاموں کے نام مانند مرزوق ورباح واسطے محبت اپنی کے رکھتے ۔ جبکہ وفات قریب پہنچی تو قصی نے اسی بیٹے کو سردار کیا ۔ اور قصی تصغیر قصی کہ از روئے لغت بمعنی بعید ہے اور وجہ تسمیہ یہ ہوئی ۔ کہ بعد وفات پدر مع اپنی ماں مسمات فاطمہ بنت عوف کے بلاد قضاعہ حدود شام میں اقامت پذیر ہے ۔ اور وطن سے دور پڑے تھے ۔ اور چونکہ ان کے سبب سے قریش بعد از پریشانی مکہ مکرمہ میں مجتمع ہوئے ۔ اس جہت سے مجمع کہلائے ۔ دار الندوہ (بمعنی مجلس قوم وجائے سخن ہے اور ندوہ از روئے لغت بمعنی سخن گفتنی وندی ونادیہ بمعنی مجلس) انہیں کا بنایا ہوا ہے ۔ اسی مکان میں قریش کے اشراف جمع ہو کر مشورت کرتے تھے ۔ چنانچہ یہ بات جناب رسالتمآب علیہ الف الف تحیات والتسلیمات مع آلہ الطاہرات کے وقت تک باقی تھی ۔ یہ مذکورہ بالا ذکر مواہب لدنیہ وسیرت حلبی وتفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء کے صفحہ ۴ جلد دوم میں ہے ۔

کلاب کی والدہ کا نام ہند بنت شریق ابن ثعلبہ ابن مالک ابن نضر ہے۔ انہی کا لقب قریش ہے۔

یہ بہت عقلمند دور اندیش سخی اور فقیر دوست تھے۔ سب اہل قریش ان کے کہنے پر چلتے تھے۔ قحط کے زمانہ میں سارے شہر کی خبر رکھتے تھے۔ اور جمعہ کے روز قریش کو جمع کر کے نصیحت کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ میری اولاد سے پیغمبر آخرالزمان پیدا ہوگا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسکی متابعت کرنا اور ایمان لانا تم پر واجب ہے یہ بات میں نے اپنے آبا و اجداد سے سنی ہے اور تم کو وصیت کرتا ہوں کہ نطفہ زکیہ نبویہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ارحام طاہرات (پاک بطنوں) میں تفویض (سپرد) کرو۔ بوقت وفات اولاد کو جمع کر کے انواع وجوہ سے بنا بر صیانت نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصایا کئے (تفریح الاذکیاء)

مُرّہ

حضرت طلحہ کا نسب مُرّہ سے اسطرح ملتا ہے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ۔ ان کی والدہ ماجدہ کا نام حبشیہ بنت شیبان ابن مہارب ابن فہر تھا ✦

کعب

کعب نے اپنی ساری عمر جمہور کی خدمت میں بسر کی۔ اور مرتے وقت اپنی قوم کو وصیت کی کہ

(نوٹ) اسے صفحہ ۱۷ کی سطر ۱۱ سے لیکر سطر ۱۴ تک اس شجرہ کی بابت پہلے پڑھ لیں ✦ ۵۲

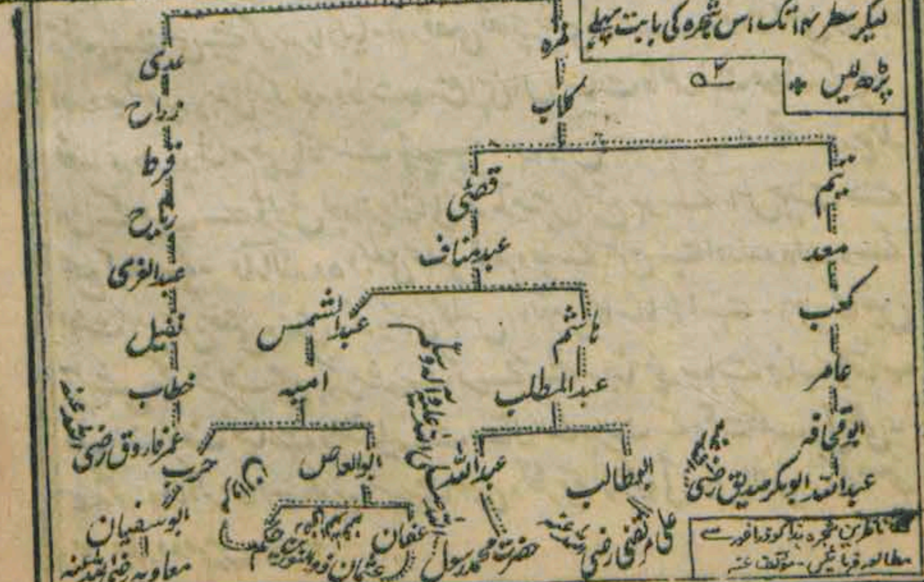

میں نے اپنی زندگی میں تمہاری سرداری کی۔ اور کوئی کسر تمہاری بہبودی اور بہتری میں نہ رکھی۔ تم کو چاہئے۔ کہ میرے بعد نیک چلن رہو۔ جب سید المرسلین صاحب طٰہٰ و یٰسین میری اولاد میں ظاہر ہوں۔ تو ان سے سرکشی نہ کرنا۔

لوی

لوی ان کے باپ بھی حاکم قریش اور معزز تھے۔ تمام عرب انکی اطاعت کرتا تھا۔ لوی کے باپ اور ان

غالب

غالب کے باپ

فہر

فہر تھے۔ انہی کی اولاد میں ابوعبیدہ جراح رضی اللہ عنہ ہیں جو عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن وہب بن حنبہ بن حارث بن فہر ہیں ✦

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور چہار یار کبار اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور مروان بن حکم یہ ساتوں صاحب قبیلہ قریش سے ہیں اور ان کا شجرہ نسب کعب پر ملتا ہے۔ لہذا مناسب موقعہ شمس التواریخ سے صفحہ سابق (یعنی ۱۶) پر لکھا گیا ہے

مالک

فہر کے باپ مالک نے اپنے بیٹے سے وقت مرگ یہ فرمایا۔ کہ اے بیٹے مصیبت آنے سے پہلے مصیبت سے پرہیز کر۔ مگر جب وہ تیرے سر پر آجائے تو صبر کر۔ اور مردانگی سے اسکا مقابلہ کر۔ اور قناعت کو اپنی دولت اور خدا کے شکر کو اپنا فرض سمجھو۔ آپ قوم عرب پر ہمیشہ غالب رہے۔ اور غریبوں اور محتاجوں کی پرسش کیا کرتے۔ اور مراعات بجا لاتے ✦

نضر

نضر انکا نام۔ قیس اور قریش انکا لقب تھا۔ ایک روز یہ سوتے تھے کسی نے پکارا۔ یا نضر تجھ کو اختیار دیا گیا درمیان ملک ظاہری اور عزت سرمدی کے۔ نضر نے کہا۔ کلّا یا ربّ قد اخترتُ ما یبقی الی الابد انکی وجہ تسمیہ قریش کئی توجیہیں لکھتے ہیں (۱) قریش ایک جانور بزرگ ہے۔ دریا میں وہ مچھلیاں کھایا کرتا ہے۔ اور اسکو کوئی نہیں کھاتا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ قریش کو قریش کہنے کی یہ وجہ ہے۔ کہ قریش ایک دریائی مچھلی کا نام ہے۔ جو اور مچھلیوں کو نگل جاتی ہے۔ اور خود کسی کے قابو میں نہیں آتی۔ سو جب

نضر نے اکثر قوم عرب پر استیلا پایا۔ تب ان کو قریش کہنے لگے (۲) قریش ماخوذ ہے تقریش بمعنے تفتیش ہے۔ نضر کا یہ دستور تھا۔ کہ ایام حج میں خلق کثیر جمع ہوتی تو یہ بحسن خلق فقرا اور مساکین کو تلاش کر کے کچھ دیا کرتے تھے۔ اس سبب سے قریش کہلائے۔ (۳) قریش مشتق ہے قرش بمعنے اور نضر کا یہ دستور تھا کہ اپنی قوم کو اکثر تجارت بھیجا کرتے تھے۔ اسلئے قریش نام ہوا۔ (۴) قریش بمعنی جمع کردن و فراہم گردانیدن آیا ہے۔ اور نضر نے اپنی اولاد کو عرب میں جمع کیا۔ اسلئے قریش کہلائے۔ یہ وجہ بہت صحیح ہے (تفریح)

کنانہ

کنانہ رئیس قوم تھے۔ ان کی عمر نوے برس کی تھی۔ ان کے ہاں نضر اسی سال کی عمر میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ملک یمن میں انتقال فرمایا۔ یہیں ان کی قبر ہے۔ انہوں نے اپنی اولاد کو یہ وصیت فرمائی۔ کہ انصاف کی صفت اللہ کو بہت پیاری ہے۔ تم لوگ ہمیشہ منصف بننے کی کوشش کرنا۔ اور کبھی ناانصافی سے کام نہ لینا۔ شجرۃ الانساب میں انکا نام علی لکھا ہے

خزیمہ

خزیمہ نے مرنے کے وقت اپنی اولاد کو جمع کر کے کہا کہ تم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد ہو۔ بزرگی اور سرداری تمہارا ورثہ ہے پروردگار عالم نے تمہیں عرب کا سردار کیا ہے۔ اس کے شکریہ میں تم کو چاہئے۔ کہ نیک چلن اور بندگان خدا کے خیر خواہ بنو۔ اور افعال بد سے دور بھاگو۔ ان کی والدہ کا نام سلمی بنت اسعد ابن ربیعہ ابن نزار ابن معد تھا۔

مدرکہ

ان کا نام عامر تھا۔ انہوں نے اپنے آباء واجداد کی شرافت کو اچھی طرح دریافت کیا۔ اور انہی کے قدم بقدم چلتے تھے۔ اس لئے لقب ان کا مدرکہ ہوا۔ مدرکہ میں ہا، ہوز مبالغہ کے لئے ہے۔ جیسا کہ عرب میں متعارف ہے۔ ان کی والدہ کا نام خندف بنت عامر ابن حارثہ تھا

الیاس

الیاس ان کے والدین کو اولاد سے مایوسی ہوگئی تھی۔ جب یہ متولد ہوئے۔ تو ان کا نام الیاس رکھا گیا۔ انہوں فضائل اور علوم حاصل کرنے کے بعد اپنی قوم کی ہدایت شروع کی۔ اور اولاد اسمٰعیل علیہ السلام کو جو طریقہ ابراہیمی سے منحرف ہوگئی تھی۔ سیدھی راہ کیطرف بلایا۔ تمام ملک عرب الیاس کی عزت اور اطاعت کرتا تھا۔ شعرائے عرب نے بہت سے قصیدے

ان کی مدح میں لکھے ہیں۔ بقول صحیح سب سے اول ہدیہ کعبہ کو اونٹ انہوں نے ہی بھیجے تھے۔ وفات ان کی بیماری سل سے ہوئی۔ اور ان کی والدہ کا نام خزیمہ یا صفا بنت اباد ابن احاطہ ابن عمر ابن حمیر تھا۔

مضر

مضر نے ملت ابراہیمی کو تقویت دیکر اُسے رائج کیا۔ یہ بہت دبدبہ اور جلال کے آدمی تھے۔ اول ندا شتر جبت خانہ کعبہ وحدا شتر انہی نے جاری کیا ہے۔ ان کی والدہ ماجدہ کا نام عمالکہ ابن عدنان ابن اد ابن ادد شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص انکو دیکھتا ان پر شیفتہ و عاشق ہو جاتا تھا۔ اسلئے انکو مضر کہتے تھے۔

نزار

نزار۔ کنیت ان کی ابو ربیعہ ہے۔ ان کے والد نے ان کی ولادت کے وقت ہزار اونٹوں کی قربانی کی۔ اور بڑی دھوم دھام سے سارے حجاز کی دعوت کی تھی۔ اسواسطے لوگ انکو فضلو لخرج اور مُسرف کہنے لگے۔ ان کے جواب میں ان کے والد ماجد نے کہا۔ اِنَّ هٰذَا کُلَّهَا نَزرٌ۔ یعنی یہ سب کچھ تھوڑا ہے۔ لغت میں نزار (اندک) تھوڑے کو کہتے ہیں۔ ان کے نام کی یہی وجہ تسمیہ ہے۔ انوار و برکات محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی پیشانی سے ہویدا تھے۔ مواہب اللدنیہ۔

معد

معد کی کنیت ابو قضاعہ ہے۔ تازہ پھل کو معد کہتے ہیں۔ چونکہ معد نے بہت تازہ روئی اور طراوت رخسار پائی تھی۔ لہٰذا ان کا نام معد رکھا گیا۔ ان کے سترہ بیٹے اور تھے۔ ازانجملہ چار بیٹے جو نہائیت دلیر اور بہادر مشہور ہیں۔ (۱) قضاعہ (۲) قنص (۳) ایار (۴) نزار۔ ان میں سے ضحاک چالیس ہزار فوج جرار لیکر بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوا۔ اور سب کو زیر کر کے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ بنی اسرائیل نے اپنے نبی سے فریاد کی۔ کہ بنی عدنان کے حق میں بددعا فرمائیے۔ وہ ہمارے بہت سے آدمی قید کر کے لیگئے ہیں اور ہمیں نہائیت ستایا ہے پیغمبر نے آسمان کیطرف ہاتھ اٹھائے تھے کہ حکم خدا ہوا خبردار اس قوم کے لئے ہرگز بددعا نہ کرنا۔ ان میں نبی آخر الزمان پیدا ہونیوالا ہے۔ تمہاری دعا قبول نہ ہوگی (روضۃ الاحباب)

عدنان

منقول ہے کہ عدنان سے یہودیوں کو عداوت تھی۔ ایک دفعہ آپ

کہیں لیکیلے جارہے تھے۔ کہ ایک درہ کوہ میں گذر ہوا۔ اسّی سواروں نے انہیں گھیر لیا۔ آپ تن تنہا ان سے لڑنے لگے۔ یہانتک کہ گھوڑا بھی ٹھوکر کھاکر گرا اور مرگیا۔ پیدل بھی بڑی دیر تک مقابلہ کیا۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ اسّی کے سامنے اکیلا کیا کرسکتا ہے۔ عدنان نے عالم یاس میں آسمان کیطرف دیکھا دیکھتے ہی ایسا معلوم ہوا۔ کہ کسی نے ہاتھ سے اٹھا کے پہاڑ کی چوٹی پر رکھدیا۔ اور ایک آواز مہیب اس زور شور سے ہوئی کہ پہاڑ اور زمین سب ہل گئے۔ اور وہ سوار مردہ ہوکر نیچے گر پڑے۔ یہ جو کچھ ہوا۔ وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر سے ظہور میں آیا۔ (مواہب و روضۃ الاحباب)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے رسالہ سرور المحزون میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب نامہ عدنان تک بیان فرمایا ہے۔ اور شیخ عبدالحق صاحب دہلوی رحمۃ اللہ نے بھی اس سے آگے سکوت فرمایا ہے۔ یہانتک تو محدثین کا اتفاق ہے۔ لیکن ان سے اوپر کے سلسلے میں آدم علیہ السلام تک مورخین کا بیحد اختلاف ہے۔ بعضے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک تین واسطے غیر مشہور بیان کرتے ہیں۔ اور بعضے چار۔ اور بعضے چالیس بیان کرتے ہیں۔ پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے لیکر حضرت آدم علیہ السلام تک اختلاف عظیم ہے۔ بلکہ خود رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جب اپنا نسب نامہ بیان فرماتے۔ تو عدنان پر توقف فرماتے۔ اور ارشاد فرماتے کَذَبَ النَّسَّابُوْنَ مَا فَوْقَ الْعَدْنَان یعنے عدنان سے اوپر بیان کرنے والے جھوٹے ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ میں عدنان تک پہنچکر سکوت کرتا ہوں۔ کہ بالاتر اس سے نہیں جانتا۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم کو کوئی شخص ایسا نہیں ملا جو عدنان سے اوپر کے سلسلے میں واقفیت رکھتا ہو۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ عدنان اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے درمیان میں جو اسماء ہیں وہ مورخین لکھتے چلے آئے ہیں صحت اور تعین سے کلام ساکت ہے۔ البتہ تمام اہل سیر اور جملہ مورخین اسپر متفق ہیں کہ حضرت اسمٰعیل اور حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں داخل ہیں

جن اسماء کا لکھنا جمہور اہل سیر کے نزدیک رائج ہے وہ معارج النبوۃ سے لکھے جاتے ہیں:-

اُدَدْ

اُدَدْ ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے۔ کہ آپ جہیر الصوت یعنی بلند آواز تھے کہتے ہیں کہ آپ کی آواز بارہ میل سے لوگ سنتے تھے۔ ان کی والدہ ماجدہ کا نام سلمیٰ بنت حارث بن مالک تھا۔ (شجرۃ الانساب)

اُدُدْ

ادد۔ یہی پہلے صاحب ہیں جنہوں نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے کتابت (لکھنا) سیکھی۔ اور چوبیس ۲۴ زبانیں جانتے تھے اور چوبیس ۲۴ اقسام کے خط لکھتے تھے۔ انکی والدہ ماجدہ حبیبہ بنت قحطان تھی

ہُمَیْسَع — سلامان — نابت — حمل — قیذار

قیذار کو خدا تعالےٰ نے سات صفتوں سے مخصوص کیا۔ (۱) ہرن کو (۲) ان کا تیر ہرگز خطا نہ ہوتا۔ (۳) چابک سواری میں بے نظیر تھے۔ (۴) شدت بطش (۵) ہیبت (۶) شجاعت (۷) قوتِ مجامعت۔ کہتے ہیں۔ کہ ایک دن رات میں اسّی مرتبہ جماع کرتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے انکو حسن و کمال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کرامت فرمایا تھا۔ جب حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نور مبارک کو مشاہدہ فرمایا۔ ان کے بالغ ہونے کے بعد عہد لیا۔ کہ اس نور مبارک کو پاک رحموں میں رکھے۔ قیذار نے سمجھا کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد طاہرات (پاک بیویاں) ہیں۔ ان میں سے ایک کے ساتھ نکاح کیا۔ مگر وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے منتقل نہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ ایک سال میں ایک سو عورت بنی اسحاق کے ساتھ نکاح کیا۔ مگر ان میں سے بھی کوئی حاملہ نہ ہوئی۔ ناچار مقام قربان گاہ حضرت ابراہیم میں گئے۔ اور سات سو گوسفند قربان کرکے خدا کی بارگاہ میں التجا کی۔ کہ اے خدا اگر تو مجھ کو فرزند عطا فرمانا چاہتا ہے۔ تو میری قربانی قبول کر۔ پس جو قربانی وہ ذبح کرتے آسمان سے آگ آتی۔ اور اسکو اٹھالے جاتی۔ حتیٰ کہ ہاتف نے ندا کی کہ ہم نے

تیری قربانی کو قبول کیا - اور تیری دعا مستجاب ہوئی - اب تو درخت کے سایہ میں آرام کر - اور جو کچھ خواب میں دیکھے - اسپر عمل کر - قیذار نے اسیطرح کیا - خواب میں ندا آئی - اے قیذر یہ نور مبارک جو تیری پیشانی میں ہے - وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے - اور تمام عالم اسی کی طفیل پیدا ہوا - تو عربیہ عورتوں سے غاضرہ نام ایک عورت ہے - اس سے نکاح کر - تیرا مقصود دلی حاصل ہوگا - قیذر خواب سے بیدار ہو کر جب گھر کو چلا جس چیز کے پاس سے گذرتا - ببرکت نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو سجدہ کرتی - اور کہتی کہ اے قیذر وہ وقت قریب ہے - کہ نور مبارک تیری صلب سے خروج کرے - گھر پہنچتے ہی خلایق کو اطراف واکناف عالم میں غاضرہ نام عورت کی طلب میں روانہ کیا - آخر الامر دختر بادشاہ جرہم (جو بنی قحطان سے تھا) کو نکاح میں لایا - اور وہ نور مبارک حمل کی پیشانی میں منتقل ہوا - (شجرۃ الانساب قلمی و ناسخ التواریخ)

حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام

اسمٰعیل لفظ عبرانی ہے جس کے معنے مطیع اللہ کے ہیں -

آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلف اکبر ہیں - مراجعت مصر کے بعد دسویں برس حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کی اجازت دی +

ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی نسبت جو عام لوگوں کا خیال ہے - کہ وہ لونڈی تھیں محض غلط ہے - عبرانی میں انکا نام (ہاغار) ہے - رقیون بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں - اور یہ رقیون شہر بابل کا رہنے والا تھا - جو افلاس اور تنگدستی کیوجہ سے بابل چھوڑ کر مصر چلا آیا تھا - سب سے پہلے جسکا لقب فرعون ہوا - وہ یہی شخص ہے - اسی کے عہد حکومت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین سے بوجہ قحط سالی کے آئے - اور یہ رفتہ رفتہ ارکان سلطنت میں اپنی حکمت علمی اور دانشمندی سے داخل ہو کر رفتہ رفتہ مصر کا بادشاہ بن بیٹھا - حضرت سائرہ رضی اللہ عنہا انکی پہلی بی بی نے اس امید پر اجازت دی - کہ شاید اللہ جلشانہ انہی سے کوئی لڑکا مرحمت فرمائے کیونکہ سائرہ رضی اللہ عنہا اپنی زیادہ عمر ہونے سے اولاد سے ناامید ہو چکی تھیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے عقد کیا - تو آپ کی عمر چھیاسٹھ برس میں نواح مؤتفکات ہبوط آدم علیہ السلام سے ۳۳۴۹ سنہ میں بطن ہاجرہ رضی

عنہا سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے - اور سارہ رضی اللہ عنہا کی گود میں پرورش پانے لگے - حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا صرف دودھ پلا دیتی تھیں - اور کچھ کام ان سے نہ رکھتیں - اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بیگانہ وار رہتے - ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ایک خالی مکان میں حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی گود میں دیکھا - تو بمقتضائے بشریت شفقت پدری نے جوش مارا - حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی گود میں لیکر کئی بوسے حضرت اسمٰعیل کی لبوں پر دیئے - قضا کار حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اس پیار پر مطلع ہو گئیں - اور رشک نے ان کے دل پر غلبہ کیا - فرمانے لگیں - کہ اسی وقت دونوں ماں بیٹے کو گھر سے نکال دو - اور ایسے جنگل میں چھوڑ آؤ - جہاں نہ پانی نہ گھاس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہرچند سمجھایا - کہ اللہ جلشانہ تم کو بھی فرزند عنایت کریگا - کہ اکثر انبیاء علیہم السلام ان کی پشت سے ہونگے - لیکن کچھ نہ سمجھیں - آخر کار حضرت ابراہیم علیہ السلام جناب الٰہی میں ملتجی ہوئے - اس درگاہ لاابالی سے بوسیلہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حکم ہوا - جسطرح سارہ چاہتی ہیں ویسا ہی کرو ارباب سیر اور تواریخ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے رشک کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں چمکتا تھا - حضرت سارہ رضی اللہ عنہا محض اس طمع سے دیکھ نہ سکیں - کہ اگر میرے لڑکا پیدا ہوتا - تو حامل اس نور کا ہوتا - پس حضرت ابراہیم علیہ السلام سارہ رضی اللہ عنہا کے کہنے سے ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور اسمٰعیل علیہ السلام کو ایک براق پر سوار کر تھوڑا سا زاد راہ (یعنی چند کاک نان اور ایک مشک پانی اور ایک تھیلی خرموں کی) لیکر روانہ ہوئے - اور جناب باری تعالےٰ کے حکم سے سرزمین مکہ مکرمہ مقام زمزم میں ٹھہرا کر واپس ہوئے - حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے پیچھے دوڑ کر پوچھا مَنْ اَمَرَكَ اَنْ تَتْرُكَنَا بِاَرْضٍ لَيْسَ فِيْهَا زَرْعٌ وَّلَا مَآءٌ؟ یعنی کس نے تم کو یہ حکم دیا - کہ تم ہم کو ایسی زمین میں چھوڑ جاؤ - جہاں نہ کوئی درخت ہے اور نہ پانی - حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا اَمَرَنِیْ رَبِّیْ میرے خدا نے یہ حکم دیا ہے - ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا - اب کچھ پرواہ نہیں - اللہ میرا حافظ ہے - وہ ہرگز مجھے ضائع نہ کریگا وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

اپنا ورد خیال کرکے بخاطر جمع اپنے مولود سراسر جود کے پاس آئیں۔ اور دودھ پلانے میں مصروف ہوئیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پشتہ پہاڑ سے گذرے اور ان کو یقین ہوگیا۔ کہ اب ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی نظر سے غائب ہیں۔ وہ اصلا نہ دیکھتی ہونگی۔ لہذا جانب کعبہ متوجہ ہوئے۔ اور دونو ہاتھ اٹھاکر یہ دعا کی رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ۔ اے رب میرے میں نے اپنی ایک اولاد بسائی ہے ایسے میدان میں جہاں کھیتی نہیں۔ تیرے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے تاکہ قائم رکھیں نماز کو۔ پس لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل رکھ اور ان کو روزی دے میووں سے شاید کہ وہ شکر کریں۔ الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ دعائیں مانگ کے روانہ ہوئے۔ اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا یہ حال ہوا۔ کہ جب تک پانی کھانا رہا۔ کھاتی پیتی دودھ پلاتی رہیں۔ اور بروقت شدت پیاس اسمٰعیل علیہ السلام کو بھی پلاتیں۔ جب وہ دانہ پانی ختم ہوگیا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو غلبہ تشنگی نے بیتاب کیا۔ ہاجرہ رضی اللہ عنہا بیتاب پریشان کبھی تو پانی کی تلاش میں کوہ صفا پر چڑھ جاتی تھیں۔ جب وہاں پانی کا کچھ نشان نہ ملتا تھا۔ تو اسی پریشانی کی حالت میں مروہ کی چوٹی پر پہنچ جاتی تھیں۔ تاآنکہ سات مرتبہ صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا کی چوٹیوں پر آئیں گئیں۔ آٹھواں بار شروع نہ ہونے پایا تھا کہ اپنے پیارے شیر خوار بچے کے رونے کی آواز سنکر دوڑ آئیں۔ اسمٰعیل علیہ السلام اسوقت رو رہے تھے اور زمین پر پاؤں مار رہے تھے۔ جس سے بعنایت الٰہی چشمہ ابل پڑا۔

سدی سے روایت ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا مقام حجر میں چھوڑ گئی تھیں۔ اور ان کے لئے ایک عریش (چھپر) بنا دیا تھا۔ اور جبرائیل علیہ السلام نے آکر ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بعد چشمہ کھول دیا تھا۔ اور انہوں نے ہی آکر ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو آگاہ کیا۔ اور یہ بتلایا۔ کہ یہی سے اللہ کے مہمان سیراب ہونگے۔ اور تھوڑے دنوں کے بعد اس لڑکے کا باپ آئیگا۔ اور دونوں ملکر اللہ کا گھر بنائینگے۔ الغرض پانچ دن والدہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس وادی میں تنہا رہیں بعد ازاں اتفاقیہ ایک قافلہ قوم جرہم یمن سے آوارہ ہو براہ کدا کہ اعلائے مکہ کر رہ

ہے۔ آیا۔ اور ثنیہ سفلی میں فروکش ہوا۔ تو انکو کبوتر وغیرہ طیور کعبہ پر نور پر اکثر بازیاں کھیلتے اڑاتے نظر آئے۔ وہ متحیر ہوکر کہنے لگے۔ کہ جانور وہاں ہوتے ہیں جہاں آبادی ہو۔ چند آدمی اس جستجو میں نکلے۔ مقام حجر میں پہنچکر ایک عورت اور ایک بچہ اور چشمہ کو دیکھا۔ اور باجازت حضرت ہاجرہ وہیں ان سب نے قیام کیا۔ اسوقت عمر آپ کی دو سال کی تھی۔ یہ وہی چشمہ ہے جو زمزم کے نام سے مشہور ہے +

ف زمزم کے معنے ٹھیرانے کے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر بوقت تذکرہ فرمایا کرتے تھے یَرْحَمُهَا اللّٰهُ لَوْ تَرَكَتْهَا لَكَانَتْ سَائِحَةً۔ اللہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا پر رحم کرے۔ اگر وہ اس چشمے کو بحالہ چھوڑ دیتیں۔ تو وہ ایک چشمہ جاری ہوجاتا۔ اسی چشمے سے زائرین اور حجاج ابتک سیراب ہوتے ہیں +

اس عرصہ میں ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آرزو ہوئی۔ کہ اسمٰعیل علیہ السلام کو دیکھیں۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے اذن طلب کیا۔ وہ بولیں اس شرط سے اجازت ہے کہ شتر سواری سے نہ اترنا۔ چنانچہ آنجناب سوار ہوکر وہیں تشریف لائے۔ جہاں چھوڑ گئے تھے تو مکان آباد پایا۔ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے دور ہی سے پہچانا۔ اور مکان پہ لائیں۔ اور اسمٰعیل علیہ السلام سے کہا یہ تمہارے والد بزرگوار ہیں۔ اسمٰعیل علیہ السلام مسرور ہوئے۔ پھر ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے التماس کیا کہ اترو تو سر و ریش دھو ڈالوں فرمایا۔ میں نے سارہ رضی اللہ عنہا سے شرط کی ہے کہ اونٹ سے نہ اترونگا۔ ناچار ایک پتھر لائیں۔ اور پائے مبارک حضرت کا اسپر رکھکر دھویا۔ اور آدھا سر دھویا۔ اسیطرح دوسری طرف عمل کیا۔ چنانچہ دونوں قدم شریف پتھر میں در آئے۔ کہ اب مصلے سب مسلمانوں کا ہے۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّی اسی کا اشارہ ہے۔ بعد ازاں رخصت ہوئے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بنی جرہم کے گروہ میں ہی پرورش پائی۔ جوان ہوئے۔ اور زبان عربی سیکھی۔ پھر اس گروہ نے اپنے ایک خاندان میں سے ایک عورت کے ساتھ آپ کا نکاح کردیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر ماہ میں ایکبار براق پر سوار ہوکر آتے تھے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ جاتے تھے۔ اور قیلولہ شام میں کرتے تھے۔ جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر پندرہ برس کی ہوئی۔ تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا۔ بعد ازاں جب حضرت ابراہیم علیہ

السلام حسب معمول بی بی سارہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لیکر آئے۔ تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شکار کو گئے ہوئے تھے۔ اور صرف انکی بیوی گھر میں موجود تھیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے عمارہ سے چند باتیں دریافت فرمائیں۔ کہ تم کون ہو؟ اسمٰعیل علیہ السلام کہاں گیا؟ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا کب انتقال ہوا؟ عمارہ نے کچھ ایسی ترشروئی سے جواب دیا کہ ابراہیم علیہ السلام انکی کج خلقی سے پریشان ہو گئے اور بوقت روانگی کہہ گئے۔ اسمٰعیل علیہ السلام آئیں۔ تو کہدینا۔ کہ اپنے گھر کا دروازہ تبدیل کردو۔ ابراہیم علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد جب اسمٰعیل علیہ السلام شکارگاہ سے واپس آئے۔ اور عمارہ نے کل واقعات بیان کئے۔ اور یہ ظاہر کیا۔ کہ اس پیر مرد نے یہ کہا ہے۔ کہ "تم اپنے گھر کا دروازہ بدل دو"۔ اسمٰعیل علیہ السلام نے عمارہ سے کہا۔ کہ وہ میرے والد ماجد تھے۔ اور مجھ کو ہدایت کر گئے ہیں کہ میں تم کو طلاق دیدوں۔ اسوجہ سے میں اب تم سے علیحدگی اختیار کرتا ہوں۔ عمارہ کے طلاق کے بعد اسمٰعیل علیہ السلام نے سیدہ بنت مضاض بن عمرو جرہمی سے عقد کیا۔ ایک عرصہ کے بعد پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کو دیکھنے آئے۔ اتفاقاً دوسری بار بھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام گھر موجود نہ تھے۔ سیدہ بنت مضاض نے بہت خوشی سے استقبال کیا۔ پانی گرم کرکے وضو کرایا۔ دودھ گوشت جو کچھ اسوقت موجود تھا بطیب خاطر پیش کیا۔ اور معذرت کی۔ یہاں گیہوں وغیرہ پیدا نہیں ہوتے۔ ہم لوگ بھی دودھ اور خرما اور شکاری گوشت کھا کر گذارہ کرتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام بہت خوش ہوئے۔ اور دعائے برکت کی۔ سیدہ نے ہرچند روکا۔ مگر آپ رخصت ہوکر شام کیطرف روانہ ہوئے۔ اور روانگی کے وقت کہہ گئے۔ کہ جب تمہارا شوہر آوے تو میرا السلام کہنا۔ اور یہ کہدینا۔ کہ اب تمہارے مکان کا دروازہ اچھا ہے۔ میں نے پسند کیا۔ اب اسکو کبھی تبدیل نہ کرنا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جب شکار سے واپس آئے۔ سیدہ نے کمال تعظیم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام بتایا۔ اور کل ماجرا لفظ بلفظ کہہ سنایا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے شکر فرمایا۔ کہ وہ میرے باپ تھے مجھ کو ہدایت کر گئے ہیں کہ میں تم کو کبھی جدا نہ کروں۔ جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس لائق ہوئے کہ اپنے باپ کے ہمراہ چل سکیں۔ چنانچہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ یعنے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے کے لائق ہوئے

بعض کے نزدیک تیرہ اور بعض کے نزدیک سات برس کے ہوئے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آٹھویں ماہ ذی الحجہ کو خواب دیکھا۔ کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ صاحب حکم دیتا ہے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو۔ صبح کو اٹھے شام تک متفکر رہے۔ کہ یہ خطرہ شیطان ہے۔ یا حکم حضرت رحمٰن ہے۔ اسی دن سے **ترویہ** نام ہوا۔ پھر نویں تاریخ خواب دیکھا۔ تب جانا کہ فی الحقیقت حکم خدا کیطرف سے ہے۔ اسی مقام سے **عرفہ** نام ہوا۔

تفسیر رؤفی میں ہے۔ کہ ایک بار حضرت ابراہیم علیہ السلام شام سے بیٹے کے دیکھنے کو آئے تھے۔ کہ تین شب متواتر خواب میں دیکھا۔ کہ اپنے فرزند ارجمند کو قربان کر۔ نحر کا دن تھا۔ کہ ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمعیل علیہ السلام کو ہمراہ لے کر چلے جب موضع سعی میں جو صفا اور مروہ کے درمیان ہے پہنچے۔ تو فرمایا۔ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ۔ اے میرے پیارے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ تجھ کو خدا کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں۔ اس میں تمہاری کیا رائے ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھی چونکہ خلعت نبوت سے سرفراز ہونیوالے تھے۔ بے تامل بول اٹھے۔ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ۔ اے میرے باپ جسپر تم مامور کئے گئے ہو۔ وہ کرو۔ مجھ کو انشاءاللہ تم صابر پاؤ گے۔ سبحان اللہ، ایسے باپ کو ایسا بیٹا چاہیئے۔

نظم

پدر ہووے تو ایسا ہو پسر ہووے تو ایسا ہو — صدف ہووے تو ایسا ہو گہر ہووے تو ایسا ہو
منور کر دیا سارا جہاں مشرق سے تا مغرب — اگر چرخ رسالت پر قمر ہووے تو ایسا ہو

فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ۔ پس جب مطیع ہوئے دونوں حکم الٰہی پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو پیشانی کے بل زمین پر پچھاڑا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جب آپ نے ذبح کا ارادہ کیا۔ تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اے میرے باپ میرے ہاتھ اور پاؤں باندھ دیجیئے۔ تاکہ اضطراب نہ کروں۔ اور اپنے کپڑے کو بچائیے۔ تاکہ خون کا داغ اضطراب سے نہ لگ جائے۔ کہ میں اس بے ادبی سے گنہگار اور بدنام نہ ہو جاؤں ؎

گر خونم بریزی غمہ ندارم زاں ہمی ترسم — کہ ناگاہ دامن پاکت شود از خونم آلودہ

دوسرے صاحب فرماتے ہیں ؎

ڈرنہیں قتل کا خوف ہکا مجھے کہ تیرا
دامن پاک نہ ہو خون سے میرے آلود

اور یہ بھی خیال ہے کہ اگر میری ماں داغ خون دیکھیگی تو بہت غمگین ہوگی - اور اپنی چھری کو خوب تیز کر لیجئے اور جلدی اور بکمال چستی سے چلائیے - کہ مجھ کو جان دینا آسان ہوجائے - اور جب گھر کو تشریف لیجائیے - تو میری والدہ کو سلام کہئے گا - اور اگر اسوقت مناسب ہو - تو کچھ میرا کپڑا بھی انکو عنایت کیجیئگا - کہ شائد اسی سے تسلی اور تسکین پاوے - اور پیشانی میری خاک پر رکھئے - تاکہ آپ کی نظر شفقت مجھپر نہ پڑے کہ مبادا امر الٰہی میں تقصیر واقع ہوجائے - سو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جیسے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بتلایا تھا - کیا - اور اس حالت میں دونوں پر عجب حالت تھی - کہ قلم کو ہرگز طاقت تحریر نہیں - بلکہ اللہ صاحب نے بھی مفصل نہیں فرمایا - کہ اسوقت کیا معاملہ گذرا - الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری تیز کرکے گردن مبارک پر چلائی - تو چھری نہ چلی - دو یا تین مرتبہ پتھر پر تیز کر کے گلے

پر چلائی - مگر ایک رگ اُن کی نہ کٹی - سدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے حلق پر ایک تانبے کا حلقہ پہنا دیا - کہ اُسپر چھری نہ چلتی تھی - خدا تعالےٰ فرماتا ہے وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ یعنے پکارا ہم نے کہ اے ابراہیم تو نے سچ کر دکھایا خواب کو - اور البتہ ہم اسیطرح بدلہ دیتے ہیں احسان کرنیوالوں کو - البتہ یہ کام وہ آزمایش ظاہر ہے - وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ یعنے بدلا دیا ہم نے ایک جانور ذبح کو بڑا - وہ کبش شاخدار تھا - کہ چالیس سال مرغزار بہشت میں چرا تھا - اور خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام لائے تھے - اور فرمایا - کہ یہ دُنبہ فدا ہے اسمٰعیل علیہ السلام کا اسکو ذبح کرو - پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ - اور دنبہ نے بھی تکبیر کہی - بعد ازاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا - لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ + حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ دُنبا وہ تھا کہ جس کو ہابیل ابن آدم علیہ السلام نے قربانی کیا تھا - ذبیح میں اختلاف ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہوئے یا حضرت اسحاق مشہور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام طرفین کے دلائل تفریح الاذکیا میں ملاحظہ فرمائیں - جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں - کہ حضرت اسحاق کو ذبیح کہنا تحریفات اہل کتاب سے ہے - اسی طرح شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے - ف معالم التنزیل میں علامہ بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالےٰ سے درخواست کی - کہ یا الٰہی مجھ کو اولاد دے اور دعا اسطرح مانگی اِسْمَعْ یَا اِیْلُ یعنے قبول کر یا خدا - سو جب حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے - تو یہی نام رکھا - اور عبرانی میں یشمعیل ہے - جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر تیس ۳۰ برس اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک سو تیس ۱۳۰ برس کی تھی - تو بحکم خدا دونوں نے ملکر بیت اللہ شریف کو تعمیر کیا - اور مکہ مکرمہ کے نورانی پہاڑ کی بلند چوٹی پر چڑھ گئے - اور یہ آواز بلند فرمایا یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَنٰی لَکُمْ بَیْتًا وَّدَعَاکُمْ اِلٰی حَجِّہٖ فَاَجِیْبُوْہُ اے لوگو! بیشک اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے گھر بنا دیا ہے - اور تم کو اسکے حج اور زیارت

کو بلایا ہے - پس تم لوگ آؤ - اس کے بعد یہ دونوں معہ ان لوگوں کے جو آپ پر ایمان لا چکے تھے - مقامات منیٰ وعرفات کیطرف گئے - قربانی کی - خانہ کعبہ کا طواف کیا - بعد ازاں حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کی طرف چلے گئے - خانہ کعبہ کی زیارت و حج کو ہر سال تا حیات آتے رہے - کعبہ شریف کی بنا غرہ ذیقعد کو شروع کی - اور ۲۵ کو تمام ہوئی +

ف حافظ الحجاز تقی الدین فارسی تاریخ مکہ مکرمہ میں لکھتے ہیں کہ دس بار کعبہ بنا ہے - اول بنائے ملائک دوم بنائے آدم علیہ السلام سوم بنائے بنی آدم چہارم بنائے ابراہیم علیہ السلام - پنجم بنائے عمالقہ - ششم بنائے جرہم - ہفتم بنائے قصی - ہشتم بنائے قریش نہم بنائے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما - دہم بنائے حجاز انتہی - ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر ۱۳۰ برس کی ہوئی - اور اپنی والدہ ماجدہ کے پاس میزاب رحمت اور حجر اسود کے درمیان دفن کئے گئے - (چنانچہ نشان مزار مکہ مکرمہ میں مذکورہ مقام پر اب تک موجود ہے - آپ کی تعداد اولاد اکثر اقوال سے بارہ ثابت ہے - اس سے زیادہ میں مختلف اقوال ہیں - واللہ اعلم (ناسخ التواریخ و ابن خلدون)

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام ابراہیم بمعنے اب راحم یعنے پدر مہربان ہے۔ اول یہ نام آپ کا ہؤا۔ آپ کی ولادت سنہ ۳۳۲۳ ہبوط آدم علیہ السلام یکم ذوالحجہ کوہستان بابل قریہ کوثہ میں نمرود بن کوش کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ جائے ولادت میں اختلاف ہے۔ کوئی بابل کوئی حران کوئی سوس علاقہ اہواز میں کہتا ہے۔ جب آپ کی ولادت کا زمانہ قریب ہؤا۔ تو اہل نجوم نمرود کے پاس آئے۔ اور اس سے اس سال کی تقویم کے حال بیان کئے۔ اور خبر دی۔ کہ ہمیں معلوم ہؤا ہے کہ فلاں ماہ میں ایک لڑکا ابراہیم (علیہ السلام) نام پیدا ہوگا۔ تیرے اسی شہر میں۔ اور وہ تیرا دین نہ اختیار کریگا۔ اور تیرے بتونکو توڑ ڈالیگا۔ جب وہ مہینہ آیا جس کا ان لوگوں نے ذکر کیا تھا۔ تو نمرود نے سب حاملہ عورتوں کو سوائے مادر حضرت ابراہیم علیہ السلام قید کرلیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ اسوجہ سے بچ گئیں۔ کہ انکا حمل اسطرح کا تھا کہ اسکا کچھ اثر اور علامت ظاہر نہ ہوتی تھی۔ ان کے سوا جو لڑکے اس ماہ میں پیدا ہوئے۔ وہ ذبح کردیئے گئے مگر لڑکیاں باقی رکھی گئیں۔ پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کو دردزہ کے آثار ظاہر ہوئے۔ تو وہ رات کو شہر کے باہر غار کیطرف چلی گئیں۔ سو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور یہ آفتاب نبوت تا سن تمیز برج غار میں مخفی رہا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ غار کے منہ کو بند کرکے اپنے گھر چلی آئیں اور اپنے کاموں سے فرصت پاکے انہیں دودھ پلا آتی تھیں۔ جب کبھی کسی وجہ سے دیر ہوتی۔ تو دیکھتیں کہ آنجناب اپنا انگوٹھا چوستے ہیں۔ اور اس سے دودھ ٹپکتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ایک روز میں اتنا بڑھتے جتنا کوئی بچہ ایک ہفتہ میں۔ اور ہفتے میں مہینے کے برابر۔ اور ایک ماہ میں ایک برس کے نظر آتے۔ چنانچہ پندرہ ماہ میں پندرہ برس کے معلوم ہونے لگے۔ تھوڑے دنوں میں آپ جوانی کے قریب پہنچ گئے۔ اور باپ آذر کے ہمراہ شام کے وقت گڑھے سے نکلکر ویرانے سے مکان کو روانہ ہوئے رستے میں جو جانور ملتا تھا۔ اسکو آپ دریافت کرتے تھے۔ اور آذر کہدیا کرتا تھا کہ یہ بکری ہے یہ اونٹ ہے یہ گائے ہے۔ ابراہیم علیہ السلام یہ سنکر دل میں کہتے ہیں ان

مخلوقات کا کوئی رب (پرورش کرنیوالا) ضرور ہے۔ جب رات ہوئی۔ اور آسمان کیطرف آپ نے سر اٹھاکر دیکھا۔ تو ایک ستارہ نظر آیا۔ آپ نے اپنے دل میں سمجھا کہ یہ میرا رب ہے۔ جب وہ نظروں سے غائب ہوگیا۔ تو آپ فرمانے لگے۔ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ میں چھپ جانیوالوں کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد جب چاند نظر آیا۔ اور اسکو ستارہ سے زیادہ روشن پایا۔ تو اسکو دیکھکر آپنے کہا یہ میرا خدا ہے۔ جب وہ بھی غائب ہوگیا۔ تو فرمانے لگے لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ الخ اگر مجھ کو میرا رب ہدایت نہ کریگا۔ تو بیشک میں بھی رہوں بہکنے والوں میں غرضیکہ یہ پہلی رات جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آبادی میں ہوئی تھی۔ گذر گئی۔ اور صبح کو آفتاب کی تیز روشنی نظر آئی۔ تو آفتاب کو دیکھکر فرمایا ھٰذَا رَبِّیْ ھٰذَآ اَکْبَرُ جب شام کو آفتاب بھی غروب ہوگیا۔ تو آپ کے ذہن مبارک میں یہہ خیال گذرا۔ کہ جو متغیر ہے وہ حادث ہے۔ اور جو حادث ہوگا۔ وہ ہرگز قابل ربوبیت کے نہ ہوگا۔ علاوہ اس کے سب چیزیں ظاہر و غائب رہتی ہیں۔ ان کا ظاہر اور غائب کرنیوالا کوئی اور ہوگا۔ اور وہی قابل پرستش اور لائق خدائی کے ہوگا۔

اسوجہ سے آپ نے اپنی قوم سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ اے میری قوم! میں اس سے بری ہوں جسکو تم اللہ کا شریک ٹھیرا رہے ہو۔ میں نے اپنا رخ اصل خدا کی طرف پھیر لیا ہے۔ جس نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے۔ آپ نے اپنی قوم کو خبردار کردیا۔ کہ مبادا مجھے بھی بت پرست نہ سمجھنے لگیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کے پاس رہنے لگے۔ کہتے ہیں کہ آذر بت تراش تھا۔ جب آپ کو بت بناکر فروخت کرنے کے لئے دیتا۔ تو آپ ان کو بیچنے کے لئے بازار لیجاتے اور بآواز بلند فرماتے تھے مَنْ یَّشْتَرِیْ مَا لَا یَضُرُّهٗ وَلَا یَنْفَعُهٗ کون شخص ایسی چیز کو خریدیگا۔ جو کہ نہ نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اور نہ نفع۔ لوگ یہ سنکر متعجب ہوتے تھے۔ اور ان کے پاس نہ جاتے تھے۔ اور نہ ان سے بتوں کو خرید کرتے تھے۔ جب شام ہوتی۔ تو آپ نہر کیطرف جاتے۔ اور بتوں کی گردنیں پکڑ پکڑ کے پانی میں ڈبوتے اور مذاقاً اِشْرَبِیْ اِشْرَبِیْ (پی لے پی لے) کہتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ باتیں لوگوں میں مشہور ہوگئیں۔ کچھ زمانہ تو اس میں گذرا۔ کہ لوگ ان باتوں کو ان کے بھولے پن اور لہو ولعب پر محمول کرتے رہے۔ لیکن یہ جب خلعت نبوت سے سرفراز ہوئے

اور علانیہ توحید اور اللہ کی عبادت اور اس کے سچے دین کی تعلیم و دعوت کرنے لگے۔

اسوقت لوگوں کے کان کھڑے ہوئے۔ اور آپس میں اکثر مجالس میں ان کے خلاف مشورہ کرنے لگے۔ سب سے پہلے جسکو خدا نے سچے دین کی دعوت دلوائی۔ وہ آپ کا باپ آذر تھا۔ لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔ پھر آپ قوم کیطرف متوجہ ہوئے تو قوم نے کہا۔ تو کس کی عبادت کرتا ہے؟ آپ نے جواب دیا۔ جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔ قوم نے کہا۔ کیا نمرود ہے؟ آپ نے کہا نہیں۔ بلکہ وہ پروردگار میرا پیدا کرنیوالا اور تمام جہان کا۔ پھر آپ نے قوم کے لوگوں کو فرمایا۔ یہ کیا شکلیں ہیں جنکی تم مجاورت کرتے ہو۔ معالم میں ہے کہ بہتر تصویریں تھیں۔ کوئی سونے کی۔ کوئی چاندی کی۔ کوئی لوہے کی اور کوئی لکڑی و پتھر کی۔ بہر تقدیر کفار نے جوابدیا۔ کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسیطرح دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بیشک تم اور تمہارے باپ دادا کھلم کھلا گمراہی میں تھے۔ پھر کافروں نے کہا۔ تم سچی بات لائے ہو یا مذاقیہ کہتے ہو۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ میں ٹھٹھا نہیں کرتا۔ گواہی دیتا ہوں کہ پروردگار تمہارا وہ ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ (یہ بیان قرآن مجید کے سترھویں پارہ سورۂ انبیاء میں ہے) اس تقریر کے بعد ظاہرا وہ لوگ خاموش تو ضرور ہو گئے لیکن ادھر ان لوگوں کو یہ خیال پیدا ہو رہا تھا۔ کہ ابراہیم کو اپنے خداؤں (بتوں) کی عظمت دکھلانی چاہئے۔ تاکہ اس کے خیالات اور خطرات رفع ہو جائیں۔ اور ادھر ابراہیم علیہ السلام کو یہ خیال پیدا ہو رہا تھا۔ کہ ان بتوں کی بیکسی اور بے بسی ان اندھوں پر ثابت کر دینی چاہئے۔ تاکہ یہ گمراہ اپنے بیہودہ خیال سے باز آئیں۔ چنانچہ ان لوگوں کی عید کا دن آیا۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہنے لگے۔ کہ تم ہمارے خداؤں (بتوں) کو برا اور ذلیل کہا کرتے ہو۔ چلو آج ہم تم کو اپنے خداؤں کا جاہ و جلال دکھلائیں۔ آپ نے ان لوگوں کو اِنِّیْ سَقِیْمٌ (میں بیمار ہوں) کہکر ٹالدیا۔ اور جب وہ مایوس ہو کر جا رہے تھے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چپکے سے فرمایا وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ اللہ کی قسم ہے کہ میں تمہارے بتوں کا علاج کرونگا۔ جبکہ تم پیٹھ پھیر کر جا چکو گے۔ ان کلمات کو ایک کمبخت نے سن لیا۔ جب سب شہری چلے گئے۔ تو حضرت نے تبر (کلہاڑا) ہاتھ میں لیا۔ اور بتخانے میں تشریف فرما ہوئے۔ دیکھا کہ ایک بڑا بت بڑی تعظیم سے تخت پر بیٹھا

ہے۔ اور گرد اس کے چھوٹے چھوٹے بت کھڑے ہیں۔ روبرو کھانا رکھا ہے۔ نہ کوئی کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ صرف اسواسطے تھا۔ کہ عید گاہ سے پھر کر تبرک و پرشاد لینگے۔ حضرت نے بطریق استہزاء فرمایا۔ کیوں نہیں کھاتے یہ کھانا۔ کوئی نہ بولا۔ پھر فرمایا کیوں نہیں بولتے۔ پھر بھی کوئی نہ بولا۔ تب تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ بڑی مورت کو باقی رکھا۔ تبر اسی کی گردن میں لٹکایا۔ یا اس کے ہاتھ میں باندھدیا۔ اور خود بدولت بتکدے سے باہر تشریف لائے۔ جب وہ لوگ عید گاہ سے واپس آئے۔ بتوں کو اس خراب حالت میں دیکھ کر چلا اٹھے۔ کہ یہ کام ہمارے خداؤں کے ساتھ کس نے کیا۔ وہ کوئی بے انصاف ہے۔ ایک نے ان میں سے کہا۔ ظن غالب یہ ہے۔ کہ ابراہیم علیہ السلام نے کیا ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ طعن کیا کرتا تھا۔ جب اس واردات کا چرچا ہوا۔ تو نمرود مردود کو بھی خبر ہوئی۔ تو اس نے اور اس کے ندیموں نے کہا۔ کہ ابراہیم علیہ السلام کو سب کے روبرو لاؤ۔ کہ سب اسپر گواہی دیں۔ اور میں سزا دوں۔ اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام قوم کے سامنے آئے۔ اور نمرود نے سوال کیا۔ کیا تو نے یہ کام ہمارے خداؤں کے ساتھ کیا ہے؟ اے ابراہیم (علیہ السلام) آپ نے جواب دیا بلکہ یہ کام اس بڑے بت نے کیا ہے جس کے کندھے پر کلہاڑی رکھی ہے۔ تم ان سے پوچھو۔ اگر یہ بول سکتے ہیں۔ پس وہ لوگ اپنے دلوں میں فکر کرنے اور سوچنے لگے۔ پس سب آپس میں کہنے لگے۔ بیشک تم لوگ ظالم ہو۔ پھر سر ڈال کر اوندھے ہو رہے۔ اور کہا تو جانتا ہے۔ کہ یہ بت باتیں نہیں کرتے۔ تو ہم سے کیوں کہتا ہے؟ کہ ان سے پوچھو۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان عاجز بتوں کی طرف سے دیکھا۔ تو فرمایا اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تم پوجتے ہو۔ اس چیز کو جو غیر خدا ہے۔ اور وہ تم کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ اگرچہ لاکھوں برس اسکو پوجتے رہو۔ اور نہ نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اگر اسکی عبادت ترک کردو۔ پھٹکار ہے تم پر تم ایسی چیز کیوں پوجتے ہو۔ کیا تم اتنی بات کی بھی سمجھ نہیں رکھتے۔ پھر نمرود حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مخاطب ہو کر بولا کیا تم نے اپنے اس رب کو دیکھا ہے جسکی عبادت کرتے ہو۔ اور وہ تمہارا رب کون ہے۔ جسکی طرف تم لوگوں

کو بلاتے ہو۔ آپ نے فرمایا رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ میرا رب وہ ہے

جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ نمرود بولا۔ یہ کام تو میں بھی کرسکتا ہوں۔ چنانچہ ایک دائم الحبس (عمرقید) کو چھوڑ دیا۔ اور کہا میں نے مردے کو زندہ کیا۔ اور دوسرے بےگناہ قیدی کو قتل کردایا۔ اور کہا زندہ کو مردہ کیا۔ اس اعتبار سے میں بھی زندہ کرنیوالا اور مارنیوالا ہوں۔ تم وہ بات بتاؤ۔ جو تمہارے رب میں ہو۔ اور مجھ میں نہ ہو۔ تو آپ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ۔ بیشک اللہ تعالےٰ آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے۔ تو اسکو مغرب سے نکال۔ نمرود سے اس سوال کا جواب کچھ بن نہ آیا۔ اپنا سا منہ لیکر خاموش ہوگیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود کے دربار سے اٹھکر چلے گئے تب لوگوں نے مشورہ کیا۔ اکثر لوگ اس رائے پر متفق ہوئے۔ کہ جناب موصوف کو جلایا جائے۔ نمرود مردود نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا۔ اور لکڑی جمع کرنے کا حکم عام صادر کیا۔ معالم میں ہے۔ کہ ایک ماہ کامل لکڑیاں جمع کی گئیں اور آگ مشتعل کی گئی۔ سات دن تک اس آگ کے مشتعل کرنے میں مصروف رہے۔ سینکڑوں کُپیاں گھی کی ڈھلکائی گئیں۔ پھر تو ایسی بلند ہوئی۔ کہ اگر پرندہ اسپر ہوکر نکلتا تو جلجاتا تھا۔ اب سب لوگ حیران تھے۔ کہ ایسی آگ میں آپ کو کیسے ڈالا جائے۔ اسی اثنا میں شیطان رجیم آیا۔ اور اس نے منجنیق بنانا تعلیم کیا۔ کہ فوراً بنایا گیا۔ بعد اس کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سب پوشاک سوائے پائجامہ کے اتاری۔ ایک بیوقوف نے پائجامہ اتارنا چاہا۔ دونوں ہاتھ اوس کے شل ہوگئے۔ جب آگ میں پھینکنے لگے تو تمام عالم سوائے جن اور انسان کے پکارنے لگے۔ کہ اے پروردگار جہاں! اپنے جانی دوست کو کیوں جلاتا ہے؟ حالانکہ کوئی شخص زمین پر ایسا نہیں ہے جو تیری عبادت کرے۔ اگر ارشاد ہو تو ہم اسکی مدد کریں۔ ارشاد ہوا۔ کہ ابراہیم علیہ السلام بےشبہ میرا دوست ہے۔ اور فی الحقیقت اس کے سوا کوئی میرا خلیل نہیں۔ اور میں اسکا معبود ہوں۔ کہ میرے سوا اسکا کوئی معبود نہیں۔ لیکن تم سب اس کے روبرو حاضر ہو۔ جس کسی سے مدد چاہے۔ وہ بلا تامل مدد کرے۔ اس اجازت کے بعد بعض نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا اَلَکَ حَاجَۃٌ

کیا تم کو کچھ ضرورت ہے؟ لیکن آپ نے صاف یہی جواب دیا اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا

ہاں ہے۔ مگر تجھ سے نہیں۔ یہ ایک ایسا جواب تھا جو درحقیقت لاجواب اور ان کی شان کے موافق تھا۔ کائنات سوائے جن والانس کے یہ تماشا حسرت وافسوس کی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ جسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام انبار آتش کے قریب پہنچے۔ آسمان کیطرف سر اٹھا کر جناب خدا میں عرض کیا اے خدا تو اکیلا ہے آسمان میں اور تو اکیلا ہے زمین میں۔ کافی ہے مجھ کو اللہ اور بہت ہی اچھا وکیل ہے۔ کعب احبار سے روایت ہے۔ کہ ہر ایک مخلوق آگ کو بجھاتی تھی۔ مگر وزغ (گرگٹ) کہ یہ ناپاک بمقتضائے طبیعت بد آگ کو اپنے منہ سے پھونکتا تھا۔ اور تیز کرتا تھا۔ معالم میں ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی لئے اس کے قتل کا حکم کیا ہے۔ جب توکل حضرت ابراہیم علیہ السلام حد سے متجاوز ہوا۔ تو حضرت جل جلالہ نے آگ سے فرمایا۔ یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اے آگ سرد ہوجا۔ اور سلامت رہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ اگر سلاماً ارشاد نہ ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سردی کی شدت سے روحی صدمہ پہنچتا۔ اور وہی باعث جدائی روح وتن ہوتا اور اسیطرح اگر یہ حکم باری مطلق چھوڑ دیا جاتا۔ اور عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ کے ساتھ مقید نہ ہوتا۔ تو بیشک دنیا بھر کی آگ ٹھنڈی ہوجاتی ہے۔ اور آج آگ کا نام ونشان نہ ملتا۔ باینہمہ سات دن تک آتش دنیا میں مطلقاً حرارت محسوس نہیں ہوئی اخبار الدول میں ہے کہ جب یہ حکم صادر ہوا۔ تو تمام عالم کی آگ بجھ گئی۔ کعب احبار سے روائت ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سات دن رات اس آگ میں رہے اور سوائے طوق وزنجیر وغیرہ کے اور کوئی چیز آپ کی نہیں جلی۔ جب سات روز گذر گئے۔ تو نمرود نے اپنے وزرا سے کہا کہ خوب دیکھو تو ابراہیم جلایا نہیں انہوں نے کہا کہ بھلا آگ بھی آدمی کو چھوڑتی ہے۔ جو سنگ وآہن کو جلا کر خاک سیاہ کردے۔ نمرود نے کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام صحیح وسالم آگ سے باہر آیا ہے۔ آخر کار نمرود مردود خود بعض ارکان دولت لے ایک بلند مکان پر چڑھا۔ اور دیکھا۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک آدمی سے

جوان کے پہلو میں بیٹھا ہے باتیں کرتا ہُوا پایا - اور وہ کمال خوش و خرم و بشاش ہیں - اور آگ چاروں طرف سے شعلہ زن ہے - اُس نے پکار کر کہا - اے ابراہیم! تیرا خدا بہت بڑا صاحب قدرت ہے - کہ تجھے ایسی آگ

میں جلنے نہ دیا - اے ابراہیم! تو باہر آسکتا ہے - آپ نے فرمایا کہ یہ فرشتہ ہے - نمرود نے کہا - کہ میں تیرے خدا کے کچھ نذر کرونگا - چنانچہ چالیس ہزار گائیں قربان کیں - آپ نے فرمایا یہ نذر قبول نہ ہوگی - جبتک تو ایمان نہ لائیگا - نمرود نے کہا کہ میں مُلک و سپاہ چھوڑ نہیں سکتا - بعض روایات میں ہے - کہ نمرود کی بیٹی مسماۃ رعضہ ایمان لائی - اور کئی شخص بھی آپ پر ایمان لائے - اسی واقعہ کے بعد نمرود نے آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچائی - پھر اللہ جل شانہٗ نے آپ کو ہجرت کا حکم دیا - آپ مع اہل و عیال ارض کلدانیین سے ہجرت کر کے حران میں چلے آئے - اسی زمانہ میں آپ کے والد آذر کا دو سو پچاس برس کی عمر میں انتقال ہوگیا - پھر آپ نے بحکم الٰہی کنعان کیطرف ہجرت کی - جہاں پر انکی نسلی ترقی اللہ تعالےٰ کے وعدے کے موافق ہوئی - جب یہاں قحط پڑا - تو آپ مصر چلے گئے - آپ پر بیس صحیفے نازل ہوئے تھے - رسم مہمانداری - ننانوے برس کی عمر میں ختنہ کرانا - پانی سے استنجا - مسواک - ناک میں پانی ڈالنا - مصافحہ - معانقہ - بالہام ربانی سب سے پہلے پاجامہ بنانا - بخیال حفظ ایمان اپنے وطن کو چھوڑ کر ہجرت کرنا - ان سب امور کی ابتدا آپ کی خصوصیات سے ہے - سبائک الذہب اور کامل ابن اثیر میں آپ کی عمر دو سو برس لکھی ہے - آپ کے انتقال کا واقعہ ابن اثیر نے اسطرح لکھا ہے کہ آپ نے خدا تعالےٰ سے یہ دعا کی تھی - کہ بغیر میری خواہش کے میری روح قبض نہ کی جائے - اسوجہ سے جب مشیت ایزدی یہ ہوئی - کہ ابراہیم علیہ السلام کی روح قبض کیجائے تو اللہ تبارک و تعالےٰ نے ملک الموت کو ایک بوڑھے مسلوب القویٰ شخص کی صورت میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجا - جناب موصوف اسوقت کھانا لوگوں کو کھلا رہے تھے - آپ نے اسکو بھی اس دستر خوان پر بٹھا لیا - وہ بوڑھا ضعف اور ناتوانی سے اسقدر مجبور تھا - کہ وہ جس لقمہ کو اٹھا کر منہ میں رکھنے کا قصد کرتا تھا وہ پہلے آنکھ تک پہنچ جاتا تھا - پھر وہاں سے چھٹکر کانمیں داخل ہوتا تھا - اس کے بعد بہزار خرابی منہ تک پہنچتا تھا - آپ یہ ماجرا دیکھکر سخت متعجب ہوئے -

اور اسکا سبب دریافت کیا - اس بڈھے نے جوابدیا کہ ضعیفی نے میرا یہ حال کر رکھا ہے آپ نے اس کی عمر دریافت فرمائی - اُس نے اپنے کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دو برس بڑا بتلایا - آپ نے اپنے دل میں کہا - اللہ اکبر میری اور اس کی عمر میں صرف

دو برس کی چھوٹائی بڑائی ہے - دو برس کی بڑائی میں اسکا یہ حال ہُوا - غالباً دو برس کے بعد میری بھی یہی کیفیت ہوگی - تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ اَقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ اے خدا تو مجھ کو اپنی طرف کھینچ لے - وہ بڈھا ملک الموت تھا - اور اس نے روح قبض کر لی - (مرآت الانساب صفحہ ۷۴) اور بقول ناسخ التواریخ اسوقت آپ کی عمر ایک سو پچھتر یا ایک سو اسی برس کی تھی - سرزمین شام مقام حنبل میں آپ کا مزار ہے - اسیطرح اخبار الدول میں ہے - تفریح الاذکیا میں ہے کہ بروایت صحیحہ ثابت ہُوا ہے - کہ حضرت ابراہیم حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام نے وفات بمرگ مفاجات پائی ہے - اور اکثر صلحا کی موت بھی اسی طرح آئی ہے - حدیث شریف وارد ہے کہ موت ناگہانی بدکاروں کے لئے غضب و آفت ہے - اور مَوْتُ الْفُجَاءَةِ رَاحَةُ الْمُؤْمِنِ اچانک موت مومن کے لئے راحت ہے - ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سورہ انعام و بقر و مریم و برأت و حجر و صافات و نجم و ابراہیم و ممتحنہ میں ہے - تفریح صفحہ ۲۷۶ جلد اول -

آزر یا تارخ

آزر یا تارخ - حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام کے والد کے بارہ میں بھی تاریخ میں اختلاف عظیم ہے - امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں زیر آیت وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ لِاَبِیْہِ اٰزَرَ تحریر فرماتے ہیں بظاہر یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا اور جو لوگ تارخ بتاتے ہیں - ان میں سے زجاج کا قول ہے - کہ تارخ نام ہونے میں نسابین کا کوئی اختلاف نہیں ہے - پس یہاں پر علما کے نزدیک دو صورتیں ہیں - (۱) اول یہ کہ نام آزر ہے - اور اتفاق نسب کے علم والوں کا تارخ نام ہونے پر ہمارے نزدیک ضعیف ہے - اسلئے کہ یہ اجتماع ایک دوسرے کی تقلید کرنے سے حاصل ہُوا - بالآخر یہ نتیجہ ایک - یا دو شخص پر منتہی ہوگا - جیسے وہب کا قول ہے - یا کعب کا وغیر ذالک - یا اخبار یہود و نصاریٰ سے متعلق ہوگا - یعنے

نسابین کو انکی روایات سے ثابت ہوا ہوگا۔ ایسی صورت میں کوئی وجہ نہیں۔ کہ نص صریح سے جو امر ثابت ہے۔ اسکو ترجیح نہ دیجائے۔ (۲)، اور اگر یہ ہم تسلیم بھی کرلیں۔ کہ نام تارخ تھا۔ تو کئی توجیہیں اس میں ہوسکتی ہیں۔ (۱) یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کے آزر اور تارخ دونوں ہی نام ہیں۔ پس احتمال ہے کہ نام اصلی آزر ہو اور تارخ لقب سے مشہور ہوگئے۔ اسم کم مشہور ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس کے اصلی نام آزر سے کلام پاک میں ذکر کیا۔ اور ممکن ہے کہ اصلی نام تارخ تھا اور لقب مشہورہ آزر سے باعتبار شہرت اللہ تعالےٰ نے یاد کیا۔ (۲) دوسرے یہ کہ آزر ایک بُت تھا۔ جسکی پرستش والد ابراہیم کیا کرتے تھے۔ اس میں بھی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔ جسکی وجہ سے باریتعالےٰ نے اس نام سے موسوم کیا۔ اس لحاظ سے کہ آزر نے اس بُت کی عبادت کے لئے اپنی ذات کو خاص کردیا تھا۔ اور قاعدہ ہے۔ کہ جسکو جس شے سے محبت ہوتی ہے۔ اس کے نام سے آپ کو منسوب کرلیتا ہے۔ یا یہ کہ آزر سے عابد آزر مراد ہو۔ کہ مضاف حذف کرکے مضاف الیہ اسکی جگہ قائم کردیا گیا جیسا کہ عرب کا قاعدہ ہے۔ اور جو چچا ہونے کے قائل ہیں ان کے لئے یہ صورت ہے (۳) کہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ اور چچا کا نام آزر ہو اور چچا پر لفظ اب کا اطلاق اکثر آتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ یعنے کہا انہوں نے ہم عبادت کرینگے تیرے معبود کی اور معبود تیرے باپوں کی کہ ابراہیم اسمٰعیل اسحٰق علیہم السلام ہیں عبادت کرینگے ہم اس معبود کی جو یگانہ اور یکتا ہے۔ اور حال یہ کہ ہم اسیکے مطیع اور عبادت کرنیوالے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اسمٰعیل علیہ السلام عم تھے۔ یعقوب علیہ السلام کے۔ اور لفظ اب کا ان پر استعمال کیا گیا۔ یہاں پر ایراد ہوا۔ لیکن درحقیقت ان تکلفات کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ توجیہہ تو اسوقت ہوسکتی ہے۔ جبکہ کوئی قوی دلیل آزر نام نہ ہونے پر ہو۔ حالانکہ ایسی کوئی دلیل نہیں پائی گئی۔ پس ان تاویلات کی کونسی ضرورت ہے۔ اور قوی تر دلیل آزر نام ہونے میں یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اور عامہ مشرکین کو حضور کے ساتھ جبلی عداوت اور تکذیب کی فکر تھی۔ اور اظہار بغض میں جو کچھ انکا اہتمام تھا تو انکی عادت اسکی تکذیب میں سکوت پر مجبور کرتی۔ پس ان کی تکذیب نہ کرنیسے ہم نے جان لیا کہ

نسب مذکورہ البتہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم ختم ہوا کلام امام رازی کا حاصل کلام یہ ہے کہ یہ مسئلہ کوئی ضروری نہیں۔ اور نہ ہی قیامت کے دن ہمیں اسکی پرسش ہوگی۔ کہ تم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا ٹھیک نام یاد نہیں رکھا۔ اس میں سکوت بہتر اسجگہ مجھ کو ایک حکایت یاد آگئی ہے۔ جو ضروری مسائل سیکھنے کیطرف توجہ دلاتی۔ اور لایعنی باتوں سے اجتناب کی طرف راغب

حکایت۔ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کوفی تابعی سے کسی شخص نے سوال کیا۔ کہ آسمان کے ستارے کتنے ہیں؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ کہ وضو کے چار فرض ہیں۔ پھر اس شخص نے مکرر سہ کرر سوال کیا۔ تو آپ یہی مذکورہ جواب دیتے رہے اس نے عرض کیا کہ میں آسمان کے ستارے پوچھتا ہوں۔ آپ وضو کے فرائض بتلاتے ہیں۔ سوال دیگر جواب دیگر۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بندۂ خدا قیامت کے دن سب سے پہلے بعد از ایمان نماز کی پرسش ہوگی ؎

روزِ محشر کہ جانگداز بود — اولیں پرسشِ نماز بود

اور کلید نماز وضو ہے۔ اور وضو کے چار فرض ہیں۔ مطلب یہ ہے۔ کہ آدمی لایعنی باتوں کو چھوڑ کر ضروری کو تھوڑی سی عمر گرانمایہ میں حاصل کرلے۔ ؎

علم کثیر است عمرت قصیر — آنچہ ضروری است ازو یادگیر

قرۃ العیون شرح سرور المحزون میں ہے۔ کہ امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں کہا ہے۔ کہ اس مسئلہ میں میں نے کئی جز لکھے ہیں۔ مگر پسندیدہ اور مستحسن میرے نزدیک یہ ہے۔ کہ اس گفتگو میں نفی اور اثبات میں باز رہنا چاہیئے۔ اور جواب ابوبکر مالکی کا کہ کسی نے ان سے کہا تھا۔ کہ آبا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگ میں ہیں یہی تھا کہ جو کوئی یہ کہے وہ ملعون ہے۔ اسلئے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ لَا تُؤْذُوا الْاَحْيَاءَ بِسَبِّ الْاَمْوَاتِ یعنے ایذا نہ دو تم زندوں کو ساتھ بدگوئی مُردوں کے۔ اور سوال کئے گئے۔ امام رستغنی اس قول بعض الناس سے کہ جب ظاہر ہوئی حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش۔ تو سیاہ ہوگیا تمام بدن ان کا۔ پھر جب اتارے گئے زمین پر تو مامور ہوئے نماز اور روزہ پر چنانچہ نماز پڑھی اور روزے رکھے تب سفید ہوگیا۔ بدن ان کا کیا یہ قول صحیح ہے۔ یا نہیں۔ کہا انبیاء کی شان میں ایسی بات

کرنی جس میں ان کی اہانت اور عیب نکلے مطلقاً جائز نہیں۔ اسلئے کہ ہم مامور ہیں ساتھ روکنے زبان کے ان کی بدگوئی سے۔ علاوہ اس کے یہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسوقت ذکر کیے جائیں اصحاب میرے تو باز رہو تم بد ذکر ان کے سے پھر جب ہم اسپر مامور ہوئے۔ کہ ذکر صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا ایسے انداز سے نہ کریں کہ جس میں انکی شان میں کسی نوع کا عیب ونقصان نکلے (مثلاً بعض قصہ خواں بلکہ خواص بھی بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لڑکے نے زنا کیا۔ اور آپ نے اسپر حد لگائی۔ مصنف مجمع البحار لکھتے ہیں۔ کہ اس قصے کی کچھ اصل نہیں۔ یہ قصہ خوانوں نے وضع کیا ہوا ہے) تو انبیاء علیہم السلام کی نسبت ایسا ذکر کرنے سے بطریق اولےٰ بچنا چاہئے۔ پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ ایسی گفتگو سے زبان کو باز رکھے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کسی قسم کی صفت یا نقصان عائد ہو نعوذ باللہ من ذلک۔ تفسیر روح البیان اور ما ثبت بالسنۃ میں ہے وَالْکَلَامُ فِیْ اَبَوَیْہِ الشَّرِیْفَیْنِ طَوِیْلٌ وَّالسُّکُوْتُ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ اَحْوَطُ۔ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے حق میں گفتگو دراز ہے۔ اور سکوت اس میں بہتر ہے۔ اور رد المحتار اور حسن الادب میں ہے۔ کہ ذکر کرنا اس مسئلہ کا تمام ادب سے چاہئے۔ اور یہ مسئلہ ایسے مسائل سے نہیں ہے کہ جہل اسکا مضر ہو یا قبر میں یا موقف قیامت میں اس سے بازپرس ہو۔ پس اس صورت میں بہتر واولےٰ یہ ہے کہ ایسی گفتگو سے منزلۃ الاقدام سے زبان کو روکنا چاہئے۔ (ختم ہوا کلام قرۃ العیون شرح سرور المحزون کا) (مراۃ)

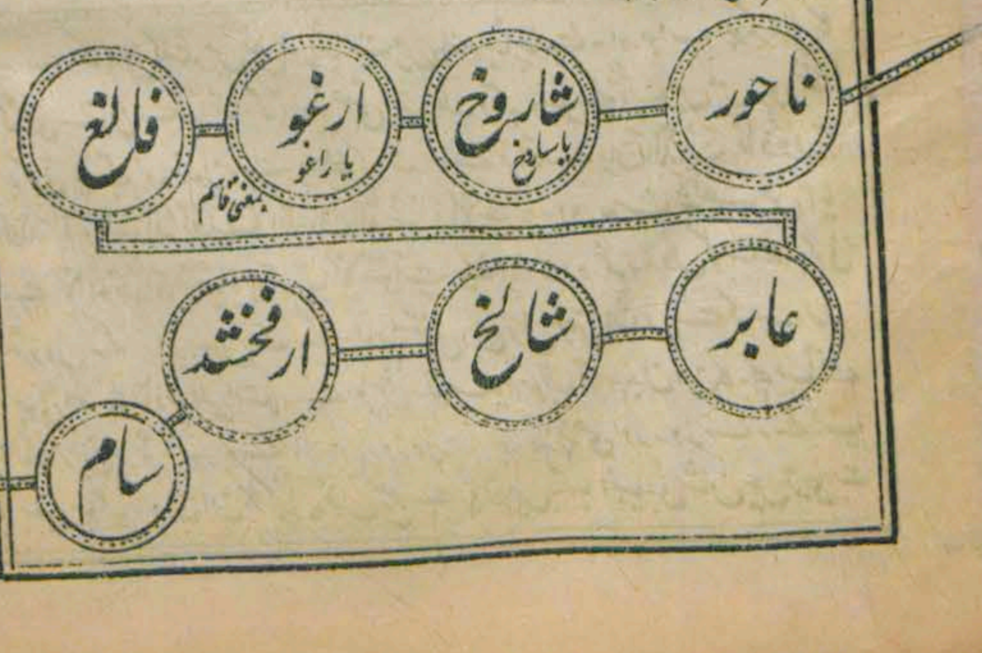

حضرت نوح علیہ السلام

لقب حضرت نوح علیہ السلام کا شیخ الانبیاء ونجی اللہ ہے۔ بعض کے نزدیک اصلی نام نوح علیہ السلام کا یشکر تھا۔ اور ایک قول میں عبد الغفار وبقولے سکن وبقولے ساکت اور بسبب کثرت گریہ ونوحہ کے نوح نام ہو گیا۔ اور سبب نوحہ وزاری میں مورخین نے لکھا ہے۔ کہ اسی قوم کے حال بد پر رویا کرتے تھے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت نوح علیہ السلام راہ چلے جاتے تھے۔ ایک کتا ملا۔ اسکو آنجناب نے کہا۔ اے ناپاک دور ہو۔ اس نے کہا اگر تم کو قدرت ہو۔ تو اس سے بہتر پیدا کرو۔ حضرت نوح علیہ السلام پر اسی وقت وحی نازل ہوئی کہ خالق کو برا کہتا ہے یا مخلوق کو۔ یہ سنکر حضرت نوح علیہ السلام سجدے میں گر پڑے۔ اور رونے لگے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ سبب نوحہ یہ تھا۔ کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے کنعان کیواسطے نجات مانگی۔ تو ارشاد ہوا۔ کنعان تیرا بیٹا نہیں ہے یہ تو عمل ناقص ہے۔ اسپر آپ کو نوحہ ہوا۔ کاتب اوراق کہتا ہے۔ کہ یہ سب وجوہ سوقت قابل لحاظ ہیں جب لفظ نُوح کو عربی قرار دیں۔ اور جو عجمی مقرر کریں تو ان اسباب کو ہرگز مناسبت نہیں ہوتی۔ آپ کو آدم ثانی بھی بولتے ہیں۔ کیونکہ انساب بنی آدم انہی پر منتہی ہوتے ہیں۔ اور دعوت حق میں بھی سب کے پیشوا وامام ہیں۔ اور آپ حضرت آدم علیہ السلام کی حیات میں پیدا ہوئے۔ اور جب ایک سو اسی کے ہوئے۔ تو ان پر وحی آئی۔ اور ساتھ شریعت مجددہ کے خلق پر مبعوث ہوئے مشرق سے مغرب تک ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرح۔ پھر ۹۵۰ سال دعوت کی۔ اور کہتے تھے کہ کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مگر بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَمَآ اٰمَنَ مَعَہٗٓ اِلَّا قَلِیْلٌ اسی یا اسی آدمی ایمان لائے۔ اور پہلے پہل بت پرستی اسی قوم سے شروع ہوئی۔ اور سبب اس کا یہ تھا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے پانچ بیٹے اولیا تھے۔ اور بعض کے نزدیک پانچ شاگرد رشید تھے۔ اور ایسے عابد ومتقی تھے کہ ہر ایک نے واسطے عبادت کے ایک مسجد جداگانہ تعمیر کی تھی۔ کہ اس میں شب وروز عبادت میں مشغول رہتے۔ اور قوم کے لوگوں کو بھی عبادت وطاعت پر دعوت فرماتے۔ چنانچہ اکثر لوگ عبادت میں شریک ہوئے۔ اور ان اولیاؤں کی برکت سے عبادات میں کمال لذت اٹھاتے۔ یہ معاملہ

ایک مدت دراز تک جاری رہا۔ یہانتک کہ ان اولیاؤں نے وفات پائی۔ اور اس

واردات سے آدمیوں کو نہایت حسرت نے پکڑا۔ اور بڑا افسوس ہوا۔ کہ جب مجالس و محافل میں بیٹھتے۔ تو ذکر کرتے۔ کہ ہم لوگوں کو اب عبادت و طاعت میں ویسا لطف نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اولیاؤں کے حضور میں تھا۔ ابلیس لعین کہ تاک میں لگا ہوا تھا۔ فرصت کا وقت غنیمت جان کر بشکل بزرگ عمامہ برسر و عصا در دست ایک مرتبہ مجلس میں آیا۔ اور تاسّف کر کے کہنے لگا۔ کہ تم لوگ کیوں فکر میں پڑے ہو۔ لذت عبادت کی تدبیر میں بتلائے دیتا ہوں۔ تم ایک کام کرو۔ کہ ان بزرگوں کی تصویریں پتھر یا آہن یا زر و نقرہ سے بناؤ۔ اور لباس تصویروں میں پہنا کر حجرات مسجد میں مقابل اپنے منہ کے قائم کرو۔ اور ان کو اپنے حال پر حاضر و ناظر سمجھو۔ اور خیال کرو کہ اولیا کی شان میں ہے۔ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ پھر وہی لذت جو ان کی زندگی و حضور میں حاصل ہوتی تھی۔ ملیگی۔ چنانچہ اہل محفل نے اس تدبیر کو پسند کیا۔ اور تصویریں ان بزرگوں کی بنائیں۔ کچھ عرصہ تو ان کی تعظیم و تکریم کرتے رہے۔ بعد ازاں نوبت باینجا رسید۔ کہ سجدہ کرنا شروع کر دیا۔ ان کی طرف خدائے تعالےٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ خدا فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَلَبِثَ فِیْھِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا۔ یعنے ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا وہ ان میں پچاس کم ہزار سال (یعنے ۹۵۰) رہے۔ اسی قوم کے سبب سے طوفان آیا۔ اور تمام عالم غرق ہو گیا۔ مگر اسّی آدمی جو کشتی میں ان کے ساتھ سوار تھے بچ گئے۔ دو سو پچاس یا دو سو ستر سال بعد طوفان کے حضرت نوح علیہ السلام زندہ رہے۔ اور ان کی عمر ہزار برس یا ایک ہزار چار سو پچاس یا ستر برس کی ہوئی۔ قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا بارہ سورتوں میں مذکور ہے۔ اور درمیان آدم علیہ السلام اور طوفان نوح علیہ السلام کے دو ہزار دو سو چہل و دو سال کم و زیادہ کا فاصلہ ہے۔ آپ چار سو ستر برس حضرت ادریس علیہ السلام کے پیچھے ہوئے۔ اور بیت المقدس میں مدفون ہیں + (تفسیر رؤفی) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالےٰ شانہ کے قول وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَہٗ ھُمُ الْبَاقِیْنَ کی تفسیر میں فرمایا ہے۔ کہ وہ سام۔ حام۔ یافث ہیں۔ وہب بن منبہ نے

کہا ہے۔ کہ عرب فارس اور روم سام کی اولاد میں سے ہیں۔ اور سودان حام کی اولاد میں اور ترک اور یاجوج ماجوج یافث کی نسل سے ف اوپر جو گذرا کہ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ۔ اس کے متعلق ایک غیر مقلد مفسر نے بحوالہ تفسیر عزیزی لکھا ہے۔ کہ یہ قول شیطان ہے۔ یہ بیجا کلمہ ہے جس نے یہ کہا۔ اس نے سخت بے انصافی کی ہے۔ اولیاء اللہ واقعی زندہ ہیں۔ خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے۔ انکو زبان سے مردے مت کہو۔ اور نہ ہی دل میں گمان کرو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے

ہیں۔ اولیائے خدا نقل کردہ شدند ازیں دار فانی بدار بقا و زندہ اند۔ نزد پروردگار خود و مرزوق اند و خوشحال اند۔ و مردم را ازاں شعور نیست۔ اسیطرح ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں لا فرق لھم فی الحالین ولذا قیل اولیاء اللہ لا یموتون ولکن ینقلبون من دار الیٰ دار۔ اولیاء اللہ کی دونوں حالت حیات و ممات میں اصلاً فرق نہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔ کہ وہ مرتے نہیں۔ بلکہ ایک گھر سے دوسرے میں تشریف لے جاتے ہیں۔ اسی طرح شرح الصدور میں ہے جو جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ امام عارف باللہ استاذ ابوالقاسم قشیری قدس سرہ اپنے رسالہ میں بسند خود حضرت ولی مشہور سیدنا ابوسعید خراز قدس اللہ سرہ الممتاز سے روائیت ہے۔ کہ میں مکہ معظمہ میں تھا۔ باب بنی شیبہ پر ایک جوان مردہ پڑا پایا جب میں نے اسکی طرف نظر کی۔ مجھے دیکھکر مسکرایا اور کہا۔ یا ابا سعید اما علمت ان الاحباء احیاء وان ماتوا وانما ینقلبون من دار الی دار۔ اے ابوسعید کیا تم نہیں جانتے۔ کہ اللہ کے پیارے زندہ ہیں۔ اگرچہ وہ مرجائیں۔ وہ تو ہی ایک گھر سے دوسرے گھر میں بلائے جاتے ہیں۔ روایت دوم۔ وہی عالیجناب حضرت سیدی ابوعلی قدس سرہ سے روایت ہے۔ میں نے ایک فقیر کو قبر میں اتارا جب کفن کھولا۔ ان کا سر خاک پر رکھدیا۔ کہ اللہ ان کی غربت پر رحم کرے۔ فقیر نے آنکھیں کھولیں۔ اور مجھ سے فرمایا۔ یا ابا علی تذللنی بین یدی من یدللنی۔ اے ابوعلی تم مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اٹھاتا ہے۔ میں نے عرض کی۔ اے سردار میرے۔ کیا موت کے بعد زندگی ہے فرمایا۔ بلیٰ انا حي وکل محب لا نصرنك بجاهي غدًا بیں زندہ

ہوں - اور خدا کا ہر پیارا زندہ ہے - بیشک وہ وجاہت و عزت جو مجھے روز قیامت ملیگی - اس سے میں تیری مدد کرونگا - اگر زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو دیکھو حیات الموات فی بیان سماع الاموات ۱۳۰۹ھ مصنفہ مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی جس میں ساڑھے چار سو نصوص سے تمام اموات کا زائروں کو دیکھنا پہچاننا - ان کے کلام سننا - اولیائے کرام کا قرارات عالیہ سے تصرفات و فیض و امداد و مشکلکشائی و حاجت روائی فرمانا دور نزدیک سے انہیں ندا - ان سے طلب مدد و دعا جائز ہونا آفتاب روشن کیطرح منجلی کیا - اور ان کے علاوہ پچاس سے زائد دلیلوں شاہدوں جوابوں اور سو سے زائد قاہر اعتراضوں سے منکران سماع موتے کے شبہات کو رنگ بطلان دیا ہے - یہ کتاب مطبع اہل سنت وجماعت واقع بریلی معرفت مولینا مولوی امجد علی صاحب مہتمم مطبع مل سکتی ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام - زبان سریانی میں انکو اخنوخ کہتے ہیں - اور یونانی حکماء انہیں ہرمس حکیم کہتے ہیں - بنی آدم میں یہ پہلے شخص ہیں جو نبی ہوئے ہیں - اور قلم سے لکھنے کا قاعدہ نکالا - اور علم نجوم اور علم حساب کے موجد بھی یہی ہیں - آپ پر تیس صحیفے نازل ہوئے - آپ نے ہی پہلے اللہ کی راہ میں جہاد کیا - اور کپڑوں کے قطع کرنے اور سینے کا قاعدہ نکالا - اور انہوں نے ہی قابیل کی اولاد کو قید کیا - اور انہیں غلام بنایا۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کا انتقال ہوا - تو حضرت ادریس علیہ السلام کی عمر تین سو اٹھ برس کی تھی - اور حضرت ادریس علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کیطرف بلایا - اور ان میں وعظ کہا - اور انہیں اللہ کی اطاعت اور شیطان سے نفرت کا حکم دیا - اور کہا - کہ قابیل کی اولاد سے نہ ملیں - آپ نے ۶۵ برس کی عمر میں ہدانہ یا اذانہ سے نکاح کیا - ان سے متوشلح پیدا ہوا - اس کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام تین سو برس دنیا میں رہے - پھر آسمان پر چلے گئے۔

آپ لوگوں کو توحید - اور عدالت اور عبادت کی راہ پر دعوت کرتے تھے - اور نماز روزے ان کی شریعت میں مقرر تھے - اور زکوٰۃ مال اور غسل جنابت کا حکم کرتے تھے اور خود حضرت ادریس علیہ السلام اتنی عبادت کرتے تھے کہ ہر روز بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ تسبیح کہتے تھے اور فرشتے ان کی صحبت میں آتے جاتے تھے - اور اعمال صالحہ اور افعال حسنہ ان کے تمام مخلوق کی عبادت کے برابر آسمان پر لے جاتے تھے - جب حضرت عزرائیل علیہ السلام نے یہ حال دریافت کیا - تو انکو حضرت ادریس علیہ السلام کے دیکھنے کا شوق ہوا - پروردگار تعالےٰ شانہ سے اجازت لیکر وہ ان کے پاس آئے - اور ان کی صحبت میں رہے - حضرت ادریس علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ شخص نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے - شائید فرشتہ ہے - جب حضرت ادریس علیہ السلام کو یہ معلوم ہوا - کہ ملک الموت ہے تو حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا - کہ میں چاہتا ہوں کہ موت کا شربت تم مجھے چکھاؤ - حضرت عزرائیل علیہ السلام نے خالق زمین و آسمان سے عرض کیا - اور اجازت لیکر اُن کی روح کو قبض کیا - اور تھوڑی دیر کے بعد پھر ان کی روح مبارک کو اُن کے قالب میں ڈالدیا - پھر حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ کو بہشت اور دوزخ دیکھنے کا شوق بدرجہ کمال ہے - حضرت عزرائیل علیہ السلام نے خدا کے حکم سے انکو اپنے پروں پر بٹھا کر اول دوزخ کی سیر کرائی - اور پھر جنت و خلد کی بہار دکھائی - جب یہ سیر جنت سے فارغ ہوئے - تو حضرت عزرائیل علیہ السلام نے تقاضا کیا - کہ تشریف لے چلئے - حضرت ادریس علیہ السلام تو قانون الٰہی سے واقف تھے - ایک درخت کے ٹہنے کو پکڑ کر کھڑے ہوگئے - اور کہا - کہ جب تک بہشت و دوزخ کا پیدا کرنیوالا مجھے اس مکان سے نہ نکالیگا - میں ہرگز نہ نکلونگا - خدا تعالےٰ نے ایک فرشتے کو ان کے فیصلے کے لئے بھیجا - حضرت عزرائیل علیہ السلام نے سب حالات بیان کئے - پھر حضرت ادریس علیہ السلام نے جوابدیا - کہ میں بحکم كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ موت کے زہر کا کڑوا شربت بھی چکھ چکا - اور حسب امر وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا دوزخ میں بھی وارد ہوا - اور بہشتیوں کو یہ حکم ہے - وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنْهَا پھر میں کیونکر بہشت سے باہر جا سکتا ہوں - صرف عزرائیل علیہ السلام کے کہنے سے میں بہشت سے باہر نہ جاؤنگا - جب تک حکم خدا نہ پہنچے - غیب سے ندا آئی - بِاِذْنِیْ دَخَلَ

وَبِاِذْنِیْ یَخْرُجُ بس پھر گیا تھا۔ عمر بھر کے لیے بہشت جائے قراران کا ہوگیا۔ قرآن شریف میں وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِیًّا کے یہی معنے ہیں ٭

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ چار نبی زندہ ہیں۔ ادریس و عیسٰے علیہما السلام آسمان پر۔ و خضر و الیاس علیہما السلام زمین پر۔ اور کل مرینگے مگر ادریس علیہ السلام۔ کہ ان کو بعد موت مخلوقات کے ایک نوع کی دہشت لاحق ہوگی۔ سو داخل کئے جائینگے اموات میں۔ حالانکہ زندہ ہونگے۔ (کذا فے مراۃ الزمان و اخبار الدول) ٭

اول رسم عمارات و آبادی قصبات و قریات و بلدان انہوں نے جاری فرمائی۔ اور قواعد سیاست مدن انہوں نے ہی منضبط فرمائے۔ چنانچہ ہر فرقے نے اپنی زمین میں قصبے و شہر آباد کئے۔ چنانچہ ایک سو اسی مدینے (شہر) آباد ہوگئے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانے میں ہاروت ماروت کی واردات ہوئی۔ جنہوں نے اعمال بد بنی آدم دیکھکر انکو طعنہ کیا۔ خداتعالےٰ کی جناب سے ارشاد ہوا۔ کہ تم زبان ملامت نہ کھولو۔ کہ اگر تم میں بھی ایک شمہ شہوات نفسانی اور تعلقات جسمانی جو بنی آدم میں رکھا گیا ہے۔ رکھتا تو تم بدتر اس سے کرتے۔ تب فرشتوں نے کہا معاذاللہ ہم ہرگز ایسا نہ کرینگے۔ ان کی درخواست سے ان میں تین منتخب ملائکہ کو قوت شہویہ و غضبیہ دے کر زمین پر بھیجا گیا۔ اور حکم ہوا۔ کہ تم نے انصاف کرنا۔ اور شرک۔ قتل۔ زنا اور شرب خمر سے بچنا۔ ایک ماہ کے بعد تیسرے فرشتے نے اپنے حال کو متغیر دیکھکر اپنی اصلی جگہ حاصل کی۔ مگر وہ دونو ایک عورت زہرہ نام سے مبتلا ہوکر مورد عتاب الٰہی ہوئے۔ اور وہ عورت اسم اعظم پڑھکر آسمان کو چلی گئی۔ اور خدائے تعالےٰ نے اس کی روح کو ستارہ زہرہ کی روح سے متصل کردیا۔ اور بصورت زہرہ مسخ ہوگئی۔ اور وہ دونو فرشتے یوں کہنے لگے ؎

گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو صورتیں گذشتہ مسخ کی گئیں۔ ان کو لکھا جائے۔ تاکہ ناظرین انکا حال پڑھکر عبرت حاصل کریں۔ اور افعال ناشائستہ سے

باز رہیں ٭ و زبیر ابن بکار اور ابن مردویہ اور دیلمی حضرت امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ صورتیں ممسوخہ کس قدر ہیں۔ فرمایا تیرہ (۱) ہاتھی کہ مرد سرکش اور دولتمند تھا۔ خوگر بلواطت۔ کہ کسی امرد کو بغیر فعل بد کئے نہ چھوڑتا تھا۔ (۲) خرس (ریچھ) ایک شخص تھا مخنث کہ آپ کو مانند عورتوں کے آراستہ کرکے مردوں کے پاس جاتا تھا۔ (۳) خوک ایک جماعت تھی نصاریٰ کہ کفران نعمت نزول مائدہ ان سے صادر ہوا تھا۔ (۴) بندر یہودی لوگ تھے۔ کہ شنبہ کو شکار مچھلی کا کرتے تھے دان کے دین میں اس روز شکار مچھلی کا ممنوع تھا (۵) مارماہی ایک دیوث مرد تھا۔ کہ اپنی عورت کی دلالی کرتا تھا۔ (۶) سوہیمار۔ ایک گنوار تھا بادیہ نشین کہ حاجیوں کا اسباب چوری کرلیتا تھا (۷) طوطا[1] ایک شخص تھا کہ درختوں سے میوہ چراتا تھا۔ (۸) بچھو۔ ایک مرد سخن چین و زبان دراز کہ کوئی شخص اس کی زبان سے محفوظ نہیں رہتا تھا۔ (۹) دعموص[2] (جولاہا) ایک مرد تھا چغلخور کہ درمیان دوستوں سے جدائی ڈالتا تھا۔ (۱۰) عنکبوت (مکڑی) ایک عورت تھی جس نے اپنے شوہر کو سحر کرکے مار ڈالا تھا۔ (۱۱) خرگوش بھی ایک عورت تھی جو حیض و جنابت سے غسل نہ کرتی تھی۔ (۱۲) اسیشل چوکیدار تھا یمن میں کہ ہر کسی سے بجبر کچھ لیا کرتا تھا۔ (۱۳) زُہرہ دختر بادشاہ تھی۔ کہ اس نے ہاروت و ماروت کو فریفتہ کیا ٭ بروایت نافع المسلمین تعداد ممسوخات ۲۹ یا ۲۷ ہیں باستثنائے دعموص لکھے گئے ہیں اور سترہ یہ ہیں (۱) روباہ کہ مرد چور تھا۔ اور مال و اسباب کا سو انہوں کا غارت کرلیتا تھا۔ (۲) سرطان (کیکڑا) مرد کفن چور تھا۔ (۳) باخہ[3] ایک عورت تھی کہ اپنے داماد سے ہمبستر رہتی تھی (۴) زنبور۔ ایک مرد عابد تھا۔ مگر علماء کی تحقیر کرتا تھا۔ (۵) کھجو ایک مرد مالدار تھا۔ کہ اپنی لونڈیوں سے دریا میں کھڑے ہوکر جماع کرتا تھا۔ (۶) زاغ ایک مرد تھا فتنہ انگیز و متکبر اسی نے طریقہ سود اول جاری کیا

[1] تفسیر رؤفی صفحہ ۱۲۷ میں طوطا کی جگہ وطواط یعنی خفاش یعنی چمگادڑ لکھا ہے ایک مرد تھا زبان دراز کہ کوئی اس کی زبان سے سلامت نہیں رہتا تھا [2] دعموص۔ جانور یست آبی صراح صفحہ ۲۶۹ [3] باخہ جانور آبی است کہ ہندی کچھوا گویند۔ یہ لفظ ترکی ہے غیاث

(۷) فاختہ - ایک مرد تھا - کہ قسم کھا کر وفائے وعدہ نہ کرتا تھا - (۸) لقلقہ ایک مرد تھا - کہ اپنی لونڈیوں سے زنا کرا کر خرچی لیتا تھا - (۹) کنجشک ایک مرد بصورت صوفی تھا - اور رقص وہزل کو مباح کہتا تھا - (۱۰) موشس ایک مرد تھا - جس نے مذہب قدریہ ایجاد کیا تھا - (۱۱) چند - ایک شخص یہودی تھا - جس نے اپنی ہمشیرہ کو خرچی پر بھیجا تھا - (۱۲) کُتّا (۱۳) شیر (۱۴) باز (۱۵) بط - اِن چاروں کے افعال معلوم نہیں ہوئے - (۱۶) طاؤس (۱۷) شپرک ایک مرد آفتاب پرست تھا واللہ اعلم بالصواب (اقتباس از تفریح الاذکیاء صفحہ ۱۳۷ جلد اول

(تفسیر رؤفی صفحہ ۱۲۷) یاد رہے - کہ آج کل جو جانور مثلاً بندر ہاتھی ریچھ وغیرہ پائے جاتے ہیں - یہ ان ممسوخہ صورتوں سے نہیں ہیں - کیونکہ بسبب روئیت وروایت اصح ثابت ہو چکا ہے کہ وہ تین دن رہ کر مر گئے - اور ان کی نسل باقی نہیں رہی - یہ مخلوق ابتدا ہی سے ہے - جیسا کہ ابن ابی حاتم نے اور ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے - کہ لم یعش مسخ قط فوق ثلٰث ایام ولم یاکل ولم یشرب ولم یبل یعنی کوئی مسخ شدہ صورت تین دن سے اوپر ہرگز زندہ نہیں رہی - اور نہ کچھ کھایا - نہ پیا - نہ بول کیا انتہی ۱۲

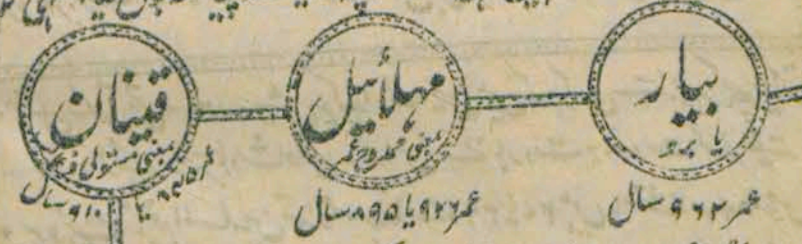

انوش عربی زبان میں صادق کے معنوں میں آتا ہے - انہوں نے ہی اول علم کتابت و علم حساب و حساب ماہ وسال وطریقہ حسن عبادت و وضع فرمانروائی عالم میں جاری کئے - عمر بقول بیضاوی ۹۰۰ سال ۱۲

شیث علیہ السلام - یہ نام سریانی ہے - بمعنی ہبۃ اللہ - اور بعض کے نزدیک عجمی ہے - اور کتب بنی اسرائیل میں بمعنی بدلہ آیا ہے - یعنی بدل ہابیل - ولادت ان کی پانچ برس بعد قتل ہابیل کے واقع ہوئی - اور عمر حضرت آدم علیہ السلام کی دو سو تیس برس

کی تھی - ابن قتیبہ نے معارف میں ذکر کیا ہے - کہ حضرت شیث علیہ السلام اجود واحسن اولاد آدم میں تھے - اور حضرت آدم سے اشبہ اور برخلاف اور اولاد کے تنہا پیدا ہوئے تھے طبری میں ہے - کہ انساب بنی آدم بعد طوفان انہی پر منتہی ہوتے ہیں - اور ولیعہد و وصی اپنے باپ کے ہوئے ہیں - اور وقت قرب موت حضرت آدم علیہ السلام نے طوفان نوح علیہ السلام سے اطلاع بخشی - اور ساعات یوم ولیلہ (دن رات) بنا بر عبادت تعلیم کیں - اور تاکید فرمائی - کہ اپنے علم کو اولاد قابیل سے مخفی رکھنا یہ بھی شل آدم علیہ السلام کے نبی ہوئے - اور پچاس صحیفے ان پر نازل ہوئے - اور کلام عبرانی اوّل انہوں نے ہی کیا - اوّل داڑھی انہی نے دیکھی اور اوّل نعلین (پاپوش) اور قلنسوہ (ٹوپی) انہی نے پہنا - اور صحائف نازلہ میں علوم حکمت اور ہندسہ اور حساب اور موسیقی اور ریاضی اور علم الٰہی وصنائع مشکلہ تھے - ولہذا حکمائے یونان انکو اوریا اول کہتے ہیں - بعض اہل تحقیق نے شرح فصوص الحکم میں لکھا ہے - کہ جب حضرت آدم علیہ السلام مریض بمرض موت ہوئے - تو ان کو میوہ جنت کی آرزو ہوئی - سو حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک طبق میں میوے جنت کے لائے - اور وہ طبق ایک حور کے سر پر تھا - حضرت آدم علیہ السلام نے میوہ کھا کے دُعا کی یا الٰہی یہ حور شیث علیہ السلام کے نکاح میں رہے - تو اللہ تعالیٰ نے دُعا قبول کی کہ وہ حور ان کے نکاح میں آئی - درنج الدرر میں نام اسکا مخدابک لکھا ہے - اور مجلس عقد میں روح القدس حاضر تھے - عمر اُن کی نو سو تیرہ ۹۱۳ برس کی ہوئی - وبقول حضرت مولانا رفیع الدین صاحب دہلوی وقت وفات بارہ سو بیالیس ۱۲۴۲ ہبوط آدم علیہ السلام سے گذرے تھے - بعض کا قول ہے کہ اپنے والد کی قبر میں مدفون ہوئے - اور بعض کہتے ہیں کہ قریہ سر علق اعمال بعلبک میں مدفون ہیں - وہاں زیارت ہوتی ہے کامل ابن اثیر میں جبل ابوقبیس میں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس قبر بتائی گئی ہے اور جو بعض لوگ کہتے ہیں - کہ قبر شریف شہر اودھ میں ہے - قابل وثوق نہیں - حضرت شیث علیہ السلام ہمیشہ مکہ معظمہ میں رہا کرتے تھے - اور اپنے انتقال تک

اسکا برابر حج و عمرہ کیا کرتے تھے - اور صحیفے کہ ان پر اور حضرت آدم علیہ السلام پر اترے تھے - حضرت شیث علیہ السلام نے خود ان سب کو جمع کر لیا تھا - اور جو ان میں احکام تھے - انہی پر عمل کیا کرتے تھے - اور انہوں نے کعبہ آدم علیہ السلام

کے اُٹھ جانے کے بعد اسی بنیاد پر پتھر اور مٹی سے بنایا تھا *

حضرت آدم علیہ السلام — حوّا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت آدم علیہ السلام - وجہ تسمیہ ابوالبشر آدم علیہ السلام کی یہ ہے - کہ قالب ان کا ادیم زمیں سے بنا ہے - اسواسطے یہ نام ہوا - اور بعضے کہتے ہیں - کہ رنگ حضرت آدم علیہ السلام کا گیہواں تھا - اور لفظ آدم مشتق ہے ادمہ سے - یعنی گندم گوں - اسواسطے آدم نام ہوا - کنیت آپ کی آسمان وجنت میں ابو محمد ہے - اور زمین پر ابوالبشر - اور شریعت آپکی خداپرستی وصوم وصلوٰۃ وقربان وحرمت خمر وخنزیر پر مشتمل تھی - اکیس یا چالیس صحائف انپر نازل ہوئے تھے - اور جملہ صحائف حکمت طبیعہ اور معرفت منافع و مضار ادویہ اور کیفیت تسخیر جنہ اور علم حساب اور ہندسے پر متضمن تھے - اور منجملہ معجزات ایک یہ معجزہ تھا - کہ پتھر سے پانی نکلتا تھا - دوسرا یہ کہ سنگریزے آپ کی نبوت پر گواہی دیتے تھے - اور وحوش وطیور ودرندے آپ کے مطیع وفرمانبردار تھے - ان کو اپنی اولاد کی ایذادہی سے منع فرماتے تھے - اور جنگل ان کے چلنے میں کم ہو جاتے تھے - (جسکو عربی میں طی الارض کہتے ہیں) اور فن ہندسہ اور علم طب وموسیقی انہی کے زمانے میں ظاہر ہوئے - اور ایک معجزہ یہ تھا - کہ جب گیہوں زمین میں بوتے - فیالوقت درخت ہو جاتا - اور خوشہ لاتا - حضرت آدم علیہ السلام اس کو اپنے ہاتھ سے توڑ کر دیگ میں ڈالتے - اور اپنے ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیتے - تو وہ بقدرت الٰہی بلا آتش وآب پک جاتا - کہ حضرت آدم علیہ السلام اسکو نکال کر کھاتے اور اپنے لڑکوں کو کھلاتے - کذا فی عجائب المخلوقات + اخبار الدول میں ہے کہ درخت اور پتھر حضرت آدم علیہ السلام کے ہمراہ چلتے تھے - اور آگ ہاتھ میں لیتے تھے - مگر ہاتھ نہ جلتا تھا *

حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے زمین میں جنات کی حکومت اور آبادی تھی - جنات نے خونریزی اور سرکشی اختیار کی - اور ابلیس لعین کو جسے اپنے علم اور کرامت پر ناز ہو گیا تھا - خدائے تعالےٰ نے ابلیس کا یہ خیال ملائکہ پر پوشیدہ رکھا - اور ان سے ارشاد فرمایا - اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (میں زمین میں اپنا خلیفہ مقرر کرونگا) ملائکہ جنات کی حالت زمین پر دیکھے ہوئے تھے - اور

فرشتے اطاعت خداوندی کا عہد کر چکے تھے - عرض کیا - کہ اے رب کیا فتنہ وفساد وخونریزی کرنے والوں کو پیدا کریگا - حالانکہ ہم تیری تسبیح وتقدیس میں ہیں - اور سر اطاعت خم کئے ہوئے ہیں - خدا تعالےٰ جلشانہ کا ارشاد ہوا - اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ - اور ملائکہ کو حکم دیا گیا - کہ تمام روئے زمین سے ایک قبضہ خاک لاؤ چنانچہ نوبت آخر میں ملک الموت نے کئی جگہ سے تھوڑی تھوڑی مٹی سرخ وسیاہ وسفید لیکر پیش کی - وہب بن منبہ سے روایت ہے - کہ زمین بہت تکلیف سے روئی - اسی روز سے چشمے جاری ہیں - اہل عرفان فرماتے ہیں - کہ یہ گریہ وزاری غایت فرح وشادی سے تھا - نہ رنج وبیقراری سے - اس مٹی سے حضرت آدم علیہ السلام کا چالیس شب یا چالیس سال خمیر کے بعد جسم تیار ہوا - آپ میں روح ڈالی گئی جب آنکھوں میں روح پہنچی - تو آپ نے جنت کے میووں کو دیکھا - اور پیٹ میں پہنچنے پر آپ کو اشتہا غالب ہوئی - اور قبل اس کے کہ روح پیروں میں پہنچے - آپ نے اثمار جنت کی طرف بڑھنے میں جلدی کی - اسی واسطے خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے - خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ (انسان عجلت سے پیدا کیا گیا ہے) پھر ملائکہ کو سجدہ کا حکم ہوا - سب نے سجدہ کیا - مگر ابلیس لعین نے تو مردود ہونے کو پسند کر لیا تھا - وہ سجدہ کیسے کرتا - اس نافرمانی میں ہمیشہ کیلئے مردود ہوا - اور جنت سے نکالدیا گیا -

ف جائے عبرت ہے - کہ شیطان جو فرشتوں کا استاد تھا - اور ہزاروں سال عبادت کی - مگر ایک سجدہ کے نہ کرنے سے جنت سے نکالا گیا - اور مردود ومطرود ہو گیا - اور ہمیشہ کے لئے لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈالا گیا - اور آخر کار وہ اور اس کے پیرو دوزخ کا ایندھن ہونگے - الحذر الحذر - اے بے نماز! تو خیال کر کہ وہ ایک سجدہ کے نہ کرنے سے مردود خلائق ہو گیا - تو دن میں کتنے سجدے چھوڑتا ہے - کیا تو اس کام سے مقبول خالق خلائق ہو سکتا ہے - نہیں ہرگز نہیں تیرے لئے بہتر ہے - کہ تو پکا نمازی بنجا - اپنی گذشتہ نمازوں کو قضا کر لے - اور آگے بتوفیق الٰہی نماز کو کبھی قضا نہ کر - اور اگر مالدار ہے - تو زکوٰۃ ادا کر - اور حج کر - خدا تعالےٰ سب اہل اسلام کو وہ نماز پڑھنے کی توفیق دے جس کی شان میں خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ - انتہی

اور حضرت آدم علیہ السلام جنت میں رہنے لگے - حضرت عبداللہ بن عباس

رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں چلتے پھرتے تھے۔ اور آپ کی مجالست میں کوئی جوڑا نہیں تھا۔ ایک روز آپ سو کر اُٹھے۔ تو اپنے سرہانے حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو بیٹھے ہوئے دیکھا جسکو قادر مطلق نے آپ کی پسلی سے پیدا کیا۔ تفسیر عزیزی میں ہے۔ کہ جب حضرت حوا پیدا ہوئے۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے ہاتھ لگانا چاہا۔ ارشاد ہوا۔ بلا ادائے مہر اسے ہاتھ نہ لگانا۔ التماس کیا اسکا مہر کیا ہے۔ حکم ہوا۔ کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کی آل پر دس مرتبہ درود بھیج۔ (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ) عرض کیا محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کون ہے۔ ارشاد ہوا کہ خاتم الانبیاء اگر اس کی پیدائش منظور نہ ہوتی۔ تجھ کو پیدا نہ کرتا۔ الغرض آدم علیہ السلام نے دس مرتبہ درود شریف بھیجا۔ اور فرشتوں کی گواہی سے عقد نکاح منعقد ہوا۔ اور فرشتوں کو حکم ہوا۔ کہ آدم علیہ السلام کو لباس شاہانہ پہنا کر اور حوا کو زیورات بہشتی سے آراستہ کر کے ایک تخت زریں پر مانند بادشاہان بٹھا کر بہشت میں داخل کرو بالجملہ دونوں کو بہشت میں رہنے کا حکم ہوا۔ اور سب اثمار جنت کے مباح کئے گئے۔ مگر ایک درخت سے بطریق اباحت بالطور نہی شفقت کے حکم ہوا کہ لَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَةَ اس درخت کے پاس نہ جاؤ۔ شیطان لعین ایک روز جنت میں داخل ہونا چاہتا تھا۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام و حوا رضی اللہ عنہا کو نافرمانی بارتیعالےٰ پر آمادہ کرے۔ کہ خازن جنت نے روک دیا۔ پھر یہ حیوانات زمین کے پاس آیا۔ اور اپنی جنت میں پہنچنے کی خواہش پیش کی۔ تمام حیوانات نے انکار کر دیا۔ مگر سانپ نے اس کے فریب میں آکر اپنے منہ میں رکھکر جنت میں پہنچا دیا۔ کہتے ہیں۔ کہ سانپ بہت خوبصورت تھا۔ مگر اس کو یہ سزا ملی کہ اس کی خوبی بدصورتی سے بدل دی گئی۔ اور پیٹ سے چلنے کی مصیبت میں ہمیشہ کو گرفتار ہوا۔ شیطان نے جنت میں پہنچکر حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے رونا شروع کر دیا۔ اور کہا کہ تم دونو مرجاؤ گے۔ اور فراق تم کو لاحق ہوگا۔ تمہارے آئندہ نتیجہ پر افسوس کر کے روتا ہوں۔ اور اس ہمدردی میں ھَلْ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَةِ الْخُلْدِ (کیا نہ بتاؤں تم کو ایسا درخت جس سے ہمیشگی اور ملک جاوید تم کو حاصل ہو جاوے۔ طرح طرح کے فریب کر کے اور قسمیں کھا کر

فرشتہ سیرت حضرت آدم و حوا کو لعین نے فریب دیا۔ اور امر ممنوع کے مرتکب ہو کر ساکنانِ جنت حضرت آدم و حوا معتوب الٰہی ہوئے۔ اور وطن اصلی سے دُنیائے دنی میں اُتار دیئے گئے۔ جمعہ کے روز جس مقام پر اول مرتبہ آپ اتارے گئے۔ اس میں حضرت علیؓ و عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول ہے۔ کہ ہند کی زمین سراندیپ میں ایک پہاڑی جس کو نود کہتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام اتارے گئے۔ اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا مقام جدہ میں اتاری گئیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی مفارقت میں حضرت آدم علیہ السلام تلاش کو نکلے ہیں۔ تو اس سفر میں جہاں آپ کا قدم مبارک پڑا وہاں آبادی ہوگئی۔ یہاں تک کہ آپ مقام جمعا میں حضرت حوا رضی اللہ عنہا کے ساتھ جمع ہوئے۔ اسی وجہ سے اس مقام کو جمعا کہتے ہیں۔ اور مزدلفہ میں ملے۔ اسواسطے اسکا نام مزدلفہ ہوا۔ (ازدلاف بمعنی اقتران) اور عرفات پر ایک دوسرے نے پہچانا۔ اسی لئے اس جگہ عرفات کہتے ہیں۔ پھر آپ دونوں بیت اللہ کی جگہ مقیم ہوئے۔ اور دو سو برس تک اپنے عفو قصور کے لئے روتے رہے۔ اور چالیس روز تک کھانے پینے سے باز رہے +

ف تفسیر زاہدی میں ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کے آنسوؤں سے مرچ سیاہ و لونگ وغیرہ پیدا ہوئے۔ اور حوا رضی اللہ عنہا کے اشکوں سے جو زمین پر گرے اُن سے حنا زعفران اور ہر چیز سُرخ رنگ۔ اور جو دریا میں گرے۔ ان سے جواہر موتی۔ اور جو پہاڑ پر گرے۔ اُن سے یاقوت و فیروزہ و نقرہ و طلا ہوئے۔ اسی سبب سے یہ چیزیں عورتوں پر حلال ہوئیں۔ اور مردوں پر حرام +

عرایس میں لکھا ہے کہ خالق کبریا نے حضرت حوا رضی اللہ عنہا اور ان کی بیٹیوں کو پندرہ بلاؤں میں مبتلا کیا۔ جس سے حشر تک نجات نہیں (۱) ان کے پیٹ و فرج میں نجاست حیض و نفاس کی رکھی (۲) حمل سے نو ماہ یا گیارہ ماہ تک زیر بار کیا۔ (۳) شدت جننے کی ہر مرتبہ عطا فرمائی (۴) محنت عدت کی۔ (۵) ہمیشہ محکومی شوہروں کی (۶) اختیار طلاق خاوندوں کے ہاتھ میں دیا۔ (۷) نقصان میراث کہ مرد سے حصہ عورت کا کم کیا۔ (۸) نقصان شہادت کہ دو عورتیں ایک مرد کے قائمقام ہوئیں۔ (۹) نقصان عقل۔ (۱۰)

محرومی سلام و تحیتہ سے (جبکہ نوجوان و غیر محرم ہو) (۱۱) بے نصیبی جمعہ و جماعت (۱۲) محرومی عہدہ نبوت (۱۳) نقصان دین ہر ماہ میں دس دن کی نماز جاتی ہے (۱۴) بدقسمتی عہدہ قضاء و سلطنت (۱۵) محرومی جہاد و سفر بغیر محرم - انتہیٰ از تفریح ◆

الغرض سو برس تک اسی غم میں آدم علیہ السلام و حوا رضی اللہ عنہا ملے نہیں اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے بیت الحرام کا حج کیا - اور وہ کلمات جو پروردگار نے انہیں سکھائے تھے - دعاء کے طور پر عرض کئے - تو دعاء قبول ہوئی - اور خطا معاف ہوئی - وہ دعا یہ ہے - رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ اے رب ہمارے ہم نے اپنے آپ کو خود تباہ کیا - اگر تو ہماری خطا معاف نہ کریگا - اور رحم نہ فرمائیگا - تو ہم بالکل برباد ہو جائینگے ◆

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے - کہ جب قبول توبہ حضرت آدم علیہ السلام کا وقت آیا - تو حضرت آدم علیہ السلام نے مقابل کعبہ کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور بالہام الٰہی یہ دعا زبان پر جاری ہوئی - اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤَالِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ وَرِضًا مِّنَ الْمَعِيْشَةِ بِمَا قَسَمْتَ لِيْ - تب اللہ نے وحی بھیجی کہ توبہ تیری قبول ہوئی - اور دعا مستجاب اور جو شخص تیری ذریت سے اس دعا کو پڑھیگا - مدعا اسکا حاصل ہوگا - روایت کیا اسکو ازرقی نے تاریخ مکہ مکرمہ میں اور بیہقی نے کتاب الدعوات میں بریدہ اسلمی سے

ف اعتقاد صحیح و درست یہ ہے - کہ انبیاء علیہم السلام کو عصیان سے معصوم جاننا واجب ہے - اور قصہ ابو البشر علیہ السلام کو محمول بر نسیان و فراموشی کرنا لازم - چنانکہ ارشاد ہوتا ہے - وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا - یعنے ہم نے تقید کر دیا تھا آدم علیہ السلام کو پیشتر سے پھر بھول گیا - اور نہ پائی ہم نے اس میں کچھ ہمت - اور فراموشی کچھ تعجب نہیں ہے اسلئے کہ نہی قرب شجرہ سے تا اکل پانسو ۵۰۰ برس گذرے تھے - پھر اگر اس مدت

دراز میں کوئی بات فراموش ہو جائے - تو قریب القیاس - باینہمہ حضرت آدم علیہ السلام اسی نہی کو نہی منفعت جانتے تھے نہ نہی منفعت - یا اس منع کو راجع شجرہ معینہ جانتے تھے - علی العموم خواہ یہ سمجھے تھے - کہ قربت درخت کی ممنوع ہے نہ اسکا ثمر کھانا - چنانچہ مروی ہے - کہ آدم علیہ السلام خود نزدیک درخت کے نہیں گئے تھے - خیر جو کچھ علم ازل میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے دو ہزار سال کا لکھا ہوا تھا - آخرکار حضرت آدم علیہ السلام گیارہ یا اکیس ۲۱ روز بیمار رہ کر نو سو ساٹھ ۹۶۰ یا ایک ہزار سال کی عمر میں راہی ملک بقا ہوئے - اور جبل ابو قبیس مکہ مکرمہ میں دفن کئے گئے - غار انگبر اس جگہ کا نام ہے - اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا نے تین دن یا ایک برس یا سات برس حضرت آدم علیہ السلام کے بعد انتقال فرمایا - اور حضرت آدم علیہ السلام کے پاس یا جدہ میں مدفون ہوئیں - ختم ہوا نسب نامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

واضح ہو - کہ اولوالعزم پیغمبر آٹھ ہیں - اور انہی ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ کلمہ شریف بھی ہے - اس نسب نامہ میں ان بعض کا ذکر مبارک قبل ازیں ہو چکا ہے یعنے جو آپ کے نسب اطہر میں داخل ہے - ان سے مراد میری حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام اور حضرت سرور کائنات مفخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں - منجملہ ان کے حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مختصر ذکر معہ نسب نامہ تحریر کیا جاتا ہے - کیونکہ ان کا ذکر نسب نامہ میں نہیں آیا

حضرت موسیٰ علیہ السلام

موسیٰ اصل لغت میں عبرانی ہے - لغت قبط میں مو پانی کو - اور شی درخت کو بولتے ہیں - چونکہ آپ پانی اور درخت سے پائے گئے تھے - اسلئے موشی نام رکھا گیا - جب اسکو عربی میں نقل کیا گیا - تو شین منقوطہ کو مہملہ سے بدل ڈالا - کہ موسیٰ ہوا اور یہی نام قیامت تک بولا جائیگا - سریانی زبان میں مو بمعنی تابوت اور سی بمعنی آب چونکہ آپ کو فرعون نے دریائے نیل سے تابوت میں پایا تھا - اس لئے

آپ کا یہ نام رکھا گیا۔ غیاث اللغات صد ۷۶ ہ

نسب آپ کا چار واسطوں سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ ملتا ہے۔ یعنے موسےٰ بن عمران ابن نصیر یا یافث یا فاهث ابن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام +

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام نوخاکل یا یوخانذ ہے۔ اور تراجم تورات میں یوخابذ لکھا ہے۔ لیکن ان ترجموں کا اعتبار بہت کم ہے۔ کیونکہ اسی مقام میں ایک ترجمہ دوسرے ترجمہ سے خلاف ہے۔ نسخہ ۱۶۲۵ء میں یوحابذ اور نسخہ ۱۸۲۹ء و ۱۸۳۹ء میں ہے۔ کہ عمرام نے اپنے باپ کی بہن یوخابد سے نکاح کیا۔ بالجملہ والدہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی بھی اولاد لاوی ابن یعقوب علیہ السلام سے تھیں۔ اور تفسیر معالم التنزیل میں علامہ بغوی نے۔ بغوی نے یوخانذ بیان کیا ہے۔ بعضے یوعانذ بنت اشمویل بھی کہتے ہیں۔ اور بعضے یحانذ بنت مصہر کہتے ہیں

ولادت ۔ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی نے لکھا ہے۔ کہ ولادت باسعادت حضرت موسےٰ علیہ السلام شہر مصر میں ہوئی۔ اور ۳۷۴۸ ہبوط آدم علیہ السلام سے گذرے تھے۔ اور وفات کے وقت ۳۸۶۸ منقضی ہوئے تھے کہ اسی حساب سے کل عمر آنجناب کی ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی ہوتی ہے۔ قبر آپ کی شرقی بیت المقدس متصل اریحا سرخ ٹیلے کے پاس واقع ہے۔ اور اس کی زیارت ہوتی ہے۔ اب تک ایک قبہ اسپر بنا ہوا ہے۔ آپ کا ذکر سورہ بقرہ و اعراف و آل عمران و نساء و طٰہٰ و قصص و مریم و نحل و انبیاء و مؤمنون و زخرف و دخان و ابراہیم و ہود و شعراء و بنی اسرائیل و یونس و مائدہ و نازعات میں ہے۔ (تفریح الاذکیا رمن عینہ) مرآۃ الانساب میں آپ کا مرقد غور جو بیت المقدس سے بیس ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ لکھا ہے۔ اور ہر سال سلطان اہتمام سے آپ کے مزار پر مولود شریف ہوتا ہے +

حضرت داؤد علیہ السلام ۔

اہل تحقیق کے نزدیک آپ اولاد یہودا ابن یعقوب علیہ السلام سے تھے ۔

نسب اسطرح پر ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام بن ایشا بن عُوفید بن الُبصان بن سُلمُون بن یخشون بن عمینوذاب بن ارم بن حفروم بن بارص بن یہودا بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہ السلام +

آپ ۳۳۳۳ ہبوط میں پیدا ہوئے۔ مقام جبرون میں مقیم رہے۔ جب ۳۸ برس کی عمر کو پہنچے۔ تو بیت المقدس میں گئے۔ اور چالیس برس حکومت کی۔ ستر برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کا معجزہ تھا۔ کہ لوہا ہاتھ میں موم جیسا نرم ہو جاتا تھا۔ زرہ بناتے تھے۔ لقمان حکیم آپ کے شاگرد تھے۔ آپ پر کتاب زبور اُتری۔ آپ نہایت خوش آواز تھے۔ جب آپ زبور کو پڑھتے جن و انس و جانور تمام سُننے کو اکٹھے ہو جاتے تھے۔ پانی بہنے سے رُک جاتا تھا۔ اور ہوا چلنے سے رُک جاتی تھی۔ صائم ایسے تھے۔ کہ ایک دن روزہ رکھتے۔ اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ اور اکثر حصہ رات کا بھی عبادت میں گذارتے تھے۔ ان کے زمانہ سلطنت میں دوسری طرف کنعانیوں سے کیقباد کی بادشاہی تھی (مرآۃ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ابن مریم بنت عمران بن ماسان یا ماہان بن امون بن میشان بن خزقیا بن احزیق بن یُوثام بن عوزیا ہو بن امیصا ہو بن یاوش بن اُحزیا ہو بن یارم یا یورام بن یہوشافاط بن اُسا بن اُبیا بن رجام بن سلیمان بن داؤد علیہم السلام باقی نسب اوپر گذرا +

آپ بیت المقدس کے قریب بیت اللحم میں پیدا ہوئے۔ چونکہ آپ بقدرت الٰہی بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ بنی اسرائیل نے حضرت مریم علیہا السلام پر تہمت لگائی اور آپ سے مزاحم ہوئے تو مریم علیہا السلام نے فرمایا۔ کہ اس بچے سے دریافت کرو۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام شیرخوار گود میں تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اِنِّی عَبْدُ اللّٰہِ الخ بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب دی۔ اور مجھ کو نبی کیا ہے۔ اور کیا مجھ کو برکت والا جہاں رہوں۔ اور حکم کیا مجھ کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا جب تک زندہ رہوں اور کیا مجھ کو بھلائی کرنیوالا میری ماں کے ساتھ۔ اور نہیں کیا مجھ کو متکبر بدبخت۔ مگر قوم اس معجزہ کو دیکھکر بھی اپنے الفاظ ناشائستہ سے باز نہیں آئی۔ حضرت مریم علیہا السلام

یوسف بن سنجار کو ہمراہ لیکر مصر تشریف لے گئیں - اور جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام
بارہ۱۲ برس کے ہوئے - تو معہ اپنی والدہ شام کے قریہ ناصرہ میں مقیم ہوئے (اسی نسبت
سے عیسائیوں کا لقب نصارا ہوا) آپ پر کتاب انجیل نازل ہوئی - آپ کمال
درجہ کے زاہد - اور تارک الدنیا تھے - یہود کو آپ سے عداوت ہوئی - اور بادشاہ
قیلاس آپ کے قتل پر آمادہ ہوگیا - باریتعالےٰ نے اسکو آپ کا ہمشکل کردیا -
اور صلیب پر چڑھا دیا گیا - اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھا لئے گئے -
۵۶۱ء میں ہبوط میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۵۷۰ برس پہلے یہ واقعہ
ہوا - کل ۳۳ سال آپ دنیا میں رہے - اور عنقریب قیامت آسمان سے نزول
فرمائینگے - اور دنیا کو عدل سے پر کرینگے - اور آپ نکاح کرینگے - اولاد پیدا ہوگی
اور روضہ اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دفن ہونگے - چنانچہ کہتے
ہیں کہ روضہ طیبہ میں آپ کے دفن کی جگہ موجود ہے - واللہ اعلم بالصواب -
الحمد للہ والمنتہ کہ یہ نسب نامہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتاریخ یکم
شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ ہجرت مقدس کو جامع مسجد ملک سردار خاں مرحوم مرنگ
لاہور میں بوقت گیارہ بجے دن بروز چہارشنبہ تمام ہوا - خدا تعالےٰ صدقہ ان
اسماء عظام انبیاء کرام کے جو اس میں درج ہیں - اسکو مقبول عام کرے - اور ان کی
طفیل ناچیز مؤلف و کاتب و ناظر کو مع ہمہ مومنین و مسلمین بخشے - آمین و
بہ نستعین - شعر

یلوح الخط فی القرطاس دھراً وکاتبہ رمیم فی التراب

خویدم الطلباء ابو رشید عفی عنہ

نوٹ میں نے یہ کتاب ملک غلام محمد صاحب تاجر کتب کشمیری بازار لاہور
کو دیدی ہے + محمد عبد العزیز عفی عنہ

اعلان: یہ کتاب اور دیگر ہر قسم کی کتابیں
ملک غلام محمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور سے بارعایت مل سکتی ہیں